بیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ

مسلسل اشاعت کے چالیس سال

ماہنامہ الحق

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

475
صفر ۱۴۲۶ھ
مارچ 2005ء

مدیر مسئول مولانا سمیع الحق

معاونین جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے ایک ضروری

اپیل

محترم ! دارالعلوم حقانیہ کی علمی، ملی و دینی ہمہ گیر خدمات سے بحمد اللہ آپ بخوبی واقف ہیں اور موجودہ پُرفتن دور میں ایسے مرکز علوم رسالت کی اہمیت وضرورت بھی آپ پر مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دعوت وتبلیغ، تعلیم وتدریس، اصلاح وارشاد اور جہاد کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کی ذمہ داری ملک و بیرون ملک فضلائے حقانیہ نے نہ سنبھالی ہو۔ صرف ایک جہاد افغانستان کو لیجئے تو دارالعلوم کے ہزاروں فضلاء اور طلباً نے اس صدی کے عظیم جہاد میں قائدانہ کردار ادا کیا جو تمام معاونین کے لئے تاقیامت صدقہ جاریہ بن رہا ہے۔

جامعہ حقانیہ اپنے تمام ترقی پذیر شعبوں میں خطیر مصارف (جوکہ تعمیراتی اخراجات کے علاوہ سالانہ واجبی مصارف سوا کروڑ سے متجاوز ہیں) کا محتاج ہے جبکہ دارالعلوم حکومتوں کے تعاون سے بھی بالکل بے نیاز ہے اور نہ ہی اس کے باضابطہ مستقل سفراء ہیں، صرف اور صرف آپ جیسے حساس دردمند اہل خیر معاونین کے مالی تعاون سے یہ سارا کارخانہ علوم نبوت چل رہا ہے۔ جس میں ڈھائی ہزار تک طلباً علوم نبویہ سے ہر سال مستفید ہوتے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں آپکی توجہات کی مزید شدت سے ہمیں ضرورت ہے کہ خود اور اپنے زیر اثر حلقہ احباب واہل خیر میں بھی دارالعلوم کے مالی تعاون کے لئے سعی فرمائیں اور اللہ کے دین کے فروغ اور حق کی بالادستی کے لئے کوشاں اس ادارہ کی پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہر ممکن تعاون اور سرپرستی سے ممنون فرمائیں۔ **واجرکم علی اللہ**۔

ترسیل زر کا پتہ

(مولانا) سمیع الحق

مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

اکاؤنٹ نمبرز: یوبی ایل اکوڑہ خٹک 7 -01 نیشنل بینک اکوڑہ خٹک 5 - 17

مسلم کمرشل بینک جہانگیرہ 721

Email: haqqania@nsr.pol.com.pk

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ

الحق

جلد نمبر ۔۔۔۔ 40
شمارہ نمبر ۔۔۔۔ 6
صفر ۔۔۔۔ ۱۴۲۶ھ
مارچ ۔۔۔ ۲۰۰۵ء

ادارہ مطالعہ قرآن اکیڈمی
اکوڑہ خٹک 28-3-05
۳۶۹ ۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

مدیر	نگران	مدیر اعلیٰ
حافظ راشد الحق سمیع حقانی	حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ	حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

نقش آغاز: پاسپورٹ میں مذہب کے خانے کا خاتمہ' سیکولرازم کی سمت ایک بھیانک قدم۔ایک انمول دوست کی شہادت ۔۔۔۔۔۔۔۔ مولانا راشد الحق سمیع حقانی ۲

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال۔ (درس ترمذی) ۔۔۔۔۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ ۸

کمالات ومحاسن خیر الامم ۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت مولانا محمد انوار الحق صاحب ۱۵

اردو زبان میں "لغات الحدیث" پر ہونے والے کام کا جائزہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر محمد جنید ندوی ۱۷

خلافت فاروقی میں اقلیتوں کے حقوق و مراعات ۔۔۔۔۔۔۔۔ جناب محمد یونس میو ۳۴

پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ ـــــ پس منظر اور ضرورت ۔۔۔۔۔۔۔۔ مولانا اکرام اللہ جان قاسمی ۳۸

محرکات دیوانِ شرق وغرب ۔۔۔۔۔۔۔۔ جناب میاں غلام قادر ۴۳

اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک کیسے بنے؟ ۔۔۔۔۔۔۔۔ مولانا خلیق احمد مفتی ۴۵

مسلمانوں کیلئے ویلنٹائن ڈے اور اپریل فول منانا حرام ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ مولانا مفتی مختار اللہ ۴۹

دار العلوم کے شب و روز ۔۔۔۔۔۔۔۔ شفیق الدین فاروقی ۵۹

تبصرہ کتب ۔۔۔۔۔۔۔۔ مدیر کے قلم سے ۶۲

ماہنامہ الحق دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان۔فون نمبر (0923)630340-630435
ای میل: Email: haqqania@nsr.pol.com.pk OR editor_alhaq@yahoo.com
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/20 روپے سالانہ -/200' بیرون ملک 20$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک' منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف

نقش آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم راشد الحق سمیع حقانی

پاسپورٹ میں مذہب کے خانے کا خاتمہ
سیکولرازم کی سمت ایک بھیانک قدم

مملکت خداداد پاکستان دنیا کی وہ واحد نظریاتی اور مذہبی ریاست ہے جس کی بنیاد اور پس منظر کی سیاست اور جدوجہد آزادی میں مذہب کا استعمال سو فیصد ہوا۔ تاریخ عالم و اقوام اٹھائیے تو اس میں دنیا کے کئی ممالک نے مختلف طریقوں سے آزادیاں حاصل کیں لیکن سب کی آزادی کے پیچھے مختلف دنیاوی و جغرافیائی مقاصد کارفرما تھے۔ مگر پاکستان اس کرۂ ارض پر اس حیثیت سے امتیازی حیثیت کا حامل ملک ہے جو مذہب اسلام اور دوقومی نظریہ کی بنیاد پر معرضِ وجود میں آیا۔ اسی طرح یہ جدوجہد آزادی کی دنیا میں واحد مثال ہے کہ صرف سات سال کی مختصر جدوجہد میں یہ تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوگئی۔ اور مسلمانوں نے اس وقت کے سپر پاور برطانیہ اور متعصب ہندوؤں سے ایک الگ ریاست پاکستان حاصل کرلی تاکہ یہاں پر مسلمان اپنی الگ پہچان، دینی تشخص اور مذہبی آزادی کے ساتھ رہ سکیں۔

اگرچہ بعد میں بدقسمتی سے پاکستانی حکمرانوں نے دوقومی نظریہ کو پس پشت ڈال دیا اور وہ عظیم الشان قربانیاں بھی انہوں نے بھلا دیں جن کی خاطر کئی لاکھ مسلمانوں نے جان و مال کی قربانیاں دی تھیں۔ اُس وقت سے پاکستان کے باشعور عوام، مذہبی قوتوں اور سیکولر حکمرانوں کے درمیان رسہ کشی شروع ہوگئی اور ہر دور میں حکمرانوں نے کوششیں کیں کہ ملک میں سیکولرازم، لادینیت اور اباحیت کو ترویج دی جائے اور کسی نہ کسی صورت میں پاکستان کا جو مذہبی تشخص، شناخت اور اسلامی آئین ہے اسے ختم کیا جائے۔ لہٰذا ہر دور میں دین اکبر کے مؤیدین نے تیشہائے اجتہاد کے ذریعے دین اسلام اور دوقومی نظریہ کو مشقِ ستم بنائے رکھا۔ خصوصاً ایوب خان اور جنرل یحییٰ نے تو اس میں کوئی کمی نہیں چھوڑی لیکن اُس وقت کے علمائے حق اور پاکستانی قوم نے ان قوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا پھر بعد میں ۱۹۷۴ء میں جب قادیانیوں کے خلاف تحریک زوروں سے جاری تھی تو اس وقت کے سیکولر ماڈریٹ مگر عوام کے نبض شناس حکمران ذوالفقار علی بھٹو مرحوم پاکستانی عوام اور مذہبی جماعتوں کے ہاتھوں مجبور ہوکر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے پر مجبور ہوگئے۔ اور پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو مرزائی فرقے کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ اور پاسپورٹ، شناختی کارڈ اور دیگر ضروری حکومتی کاغذات میں واضح طور پر مذہب کا خانہ اور دیگر ضروری تبدیلیاں اسی بناء پر کی گئیں کہ قادیانیوں کی الگ

پہچان ہو سکے۔ اِس فیصلے کے بعد قادیانی فرقہ نے عالمی قوتوں کے ساتھ مل کر پاکستان کے خلاف ہر محاذ پر سازشیں شروع کیں اور ہمیشہ ملک دشمن عناصر اور قوتوں کی یہ آلہ کار بنے رہے۔ انہوں نے ہر دور اور ہر زمانہ میں اپنے طور پر پوری کوششیں کیں کہ کسی نہ کسی طرح پھر مسلمانوں کے دھارے میں شامل ہو جائیں اور اقلیت کی چھاپ ان سے دور ہو جائے۔ اگرچہ انہیں کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ ہوئی لیکن اب بدقسمتی سے موجودہ حکمرانوں کی صورت میں انہیں اپنے عزائم کی تکمیل کے لئے ایک اچھا موقع مل گیا ہے۔ انہوں نے نہ صرف ان حکمرانوں کے ذریعے ملک کی اعلیٰ ترین عہدوں تک رسائی حاصل کر لی بلکہ پالیسی ساز اداروں میں بھی ان کا عمل دخل خطرناک حد تک بڑھ گیا ہے۔ اور ملک کی داخلی و خارجی پالیسیوں میں انہی کا سکہ چل رہا ہے۔ اسی طرح انہیں اب موقع ملا تو انہوں نے پاسپورٹ جیسے اہم دستاویز میں سے مذہب کا خانہ حذف کرا دیا ہے۔ کیونکہ یہ ان کے راستے میں ایک اہم رکاوٹ تھی۔ ہمارے حکمران بدقسمتی سے جو مذہبی قوتوں کو تو انتہا پسندی کا طعنہ دیتے ہوئے تھکتے نہیں خود سیکولرازم اور امریکی حمایت میں انتہا پسندی کی انتہا کو چھونے لگے ہیں۔ انتہا پسندی تو اسی کو کہتے ہیں کہ اپنے خیالات دوسروں پر مسلط کئے جائیں۔ پندرہ کروڑ عوام پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کی بحالی کے حق میں ہیں اس کے علاوہ پوری قوم سیکولرازم مغربی کلچر کی درآمد' حد سے زیادہ امریکہ کی خوشامد' دوقومی نظریہ اور مذہب کے خلاف جاری مذاق کی مخالف ہے لیکن دوسری جانب کچھ سیکولر حکمران اکثریت کا فیصلہ نہیں مان رہے اور اپنی قوم اور دستور پاکستان کی کھلم کھلا خلاف ورزیاں کر رہے ہیں۔ کبھی حکمران داڑھی کا مذاق اڑا رہے ہیں تو کبھی برقعے کی عصمت کے حصے بخرے کئے جا رہے ہیں۔ کبھی مجروں اور بسنت کی سرکاری سرپرستی کی جاتی ہے تو کبھی شراب کی خصوصیات بیان کی جاتی ہیں۔ کبھی جہاد کی نفی کی جاتی ہے تو کبھی مجاہدین اسلام کو دہشت گرد بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ اور کبھی اپنی ہی قوم اور اپنے ہی ہم وطنوں کو اس بناء پر مشق ستم بنایا جاتا ہے کہ انہوں نے مجاہدین اسلام کو کیوں پناہ دی ہوئی ہے۔ الغرض حکمران اک طرفہ تماشہ ہیں۔

اپنے آپ کو اسکالر' فلسفی اور ''نجات دہندہ'' ''روشن خیال'' سمجھتے ہوئے کتنے ہی حکمران ماضی میں بھی سریر آرائے مسند اقتدار ہوئے لیکن نتیجہ میں صرف اپنی حسرتوں کے چتائیں ہی لے کر کوچہ اقتدار اور اس دنیا سے بے آبرو ہو کر نکلے۔ مگر پاکستان کے باشعور عوام کے دلوں سے دوقومی نظریہ اور مذہب اسلام کی چھاپ ختم نہ کر سکے۔ ظلمتِ شب کی طرف داروں سے روشنی ونور کی تمنا کرنا بھی خود فریبی ہے۔ ان کے ماضی کے ''کارناموں'' اور حال کے ''منصوبوں'' سے پاکستانی قوم پوری طرح آگاہ ہے۔ یہ ہزار تارِ عنکبوت مذہب اسلام اور دوقومی نظریہ کے گرد بُنیں لیکن انشاءاللہ یہ مملکت پاکستان کے اصل اسلامی تشخص کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔ محض کاغذوں سے اسلام کا لفظ مٹانے سے دلوں کی کتابوں سے اسلام کا نقش نہیں دھویا جا سکتا۔ پھر جس دور میں بھی اسے مٹانے کی کوشش کی گئی' مٹانے والے خود مٹ گئے لیکن اسلام کی چکا چوند ماند نہ ہو سکی اور ہر دور اور ہر زمانے کی ظلمت شب میں یہ بدرِ کامل بن کر ابھرا۔ ــــ

مرا نقشِ ہستی نہیں مٹنے والا　　بتوں کے مٹانے سے مٹتا نہیں ہے

ہم ختم نبوتؐ کے پلیٹ فارم سے جاری جدوجہد کی بھرپور تائید وحمایت کرتے ہیں اور انہیں یقین دلاتے ہیں کہ مجلّہ ''الحق'' اس تحریک میں ان کے ساتھ حسب سابق اس جدوجہد میں رفیق سفر ہے۔ اور حکمرانوں کا اس وقت تک تعاقب کیا جائے گا جب تک کہ حکومت پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کو بحال نہ کرے۔

وفیات:

ایک انمول دوست کی شہادت

یہ دنیا دارالامتحان اور دارِ آزمائش ہے۔ یہاں قدم قدم پر انسان کو آلام ومصائب ومشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کوئی دن اور کوئی لمحہ ایسا نہیں ہے جس میں انسان کی قبائے چاک میں درد کے پیوند نہ لگیں۔ اگر اللہ کا وجود اور تصور آخرت مسلمانوں کے سامنے نہ ہوتا تو اس دنیا کے ظالمانہ نظام اور اس کے ستم ہائے شب وروز سے انسان دیوانہ ہوجاتا۔ حادثات کی دھوپ اور شدت سے اگرچہ اب پختہ ہوکر کندن بن گیا ہوں لیکن پھر بھی کوئی نہ کوئی ایسا حادثہ ضرور واقعہ پذیر ہوجاتا ہے جس سے میرے صبر ورضا کے سارے بندھن ٹوٹ جاتے ہیں۔ اور گھبراہٹ اور وحشت کہیں کا نہیں چھوڑتی ۔

انسان ہوں پیالہ وساغر نہیں ہوں میں　　کیوں گردش مدام سے گھبرا نہ جائے دل

ایسا ہی ایک جانکاہ حادثہ گزشتہ دنوں ۴ مارچ ۲۰۰۵ء بروز جمعہ کو واقعہ ہوا جس سے سکون واطمینان کی ساری جمع پونجی لُٹ گئی۔ آج قلم کسی نامور علمی شخصیت، یا سیاسی وملی کردار کی یاد میں آنسو نہیں بہارہا اور نہ ہی شکستہ قلم کسی ایسی بین الاقوامی شخصیت کے مناقب گنوا رہا ہے جس کی شہرت کے ڈانڈے آسمان سے ملے ہوں۔ آج ایک بہت ہی بظاہر غیر معروف اور غیر علمی شخصیت کے ایک ایسے شخص کے بارے میں قلم رقمطراز ہے جو ایک سادہ لیکن پرخلوص انسان تھے اور ان کا میرے ذمے یہ حق بنتا تھا کہ میں انہیں الفاظ وکلمات کے ذریعے خراج تحسین پیش کروں۔

کہتے ہیں کہ انسان کا سب سے قیمتی اثاثہ اس کے مخلص اور ہمدرد دوست ہوتے ہیں۔ اور پھر اس گئے گزرے عہد اور اس مطلبی زمانے میں دوست اور پھر ایسے ہمدرد، بےلوث کا ہونا حقیقت میں الف لیلوی دور کی بات لگتی ہے۔ لیکن ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں' کے مصداق میرے ایک بہت ہی قریبی عزیز (ہم زُلف) اور انتہائی مخلص اور میرے دوستوں میں سے سب سے قیمتی، انمول، مخلص اور یکتا دوست خوازہ جان شہید تھے جن کو جمعہ کی شام میران شاہ شمالی وزیرستان میں ایک ظالم خونی قاتل نے بے گناہ و بےقصور اچانک شہید کردیا۔ میرے مخلص دوست

جو وہاں کے پولیٹیکل محرر اور بعد میں تحصیلدار بھی تھے' نے زندگی بھر کسی چڑیا کا دل بھی نہیں دکھایا تھا اور نہ ہی کبھی کسی انسان کو دکھ اور تکلیف دی تھی۔ خاصہ دار (قبائلی پولیس) سے معمولی تکرار پر آپ صورتحال معلوم کرنے کے لئے اس جانب آ ہی رہے تھے کہ ظالم قاتل نے گولی خاصہ دار پر چلادی اور سامنے سے خواثرہ جان شہید آرہے تھے۔ گولی خاصہ دار کو چھو کر سیدھا ان کے دل کو پار کرگئی اور آپ موقع پر ہی شہید ہوگئے۔ آخری وقت میں آپ نے ہاتھ اٹھا کر کلمہ شہادت کا ورد کیا اور یوں خواثرہ جان نے جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی شخصیت میں اتنی دلکشی اور ہردلعزیزی تھی کہ جو بھی آپ سے ایک بار ملا وہ آپ ہی کی سحر انگیز شخصیت کا ہو کر رہ گیا۔ میری ۳۳ سالہ زندگی میں یوں تو ہزاروں لوگوں سے واسطہ پڑا ہے اور مختلف لوگوں کے کارناموں سے بھی آگاہ ہوں لیکن آپ کی شخصیت کے کچھ پہلو ایسے تھے جو میں نے کسی دوسرے شخص میں اس سے پہلے نہیں دیکھے۔ ہم نے بچپن ہی سے حاتم طائی کی سخاوت کے صرف قصے سن رکھے تھے لیکن ہم نے اکیسویں صدی میں عملاً اس شخص کو حاتم طائی کے ہم پلہ دیکھا۔ آپ کے جود وسخا کے ایسے ایسے قابل رشک مظاہرے دیکھے اور سنے کہ حاتم طائی کی سخاوت بھی اس پر حسد کرتی ہوگی۔ آپ بلا مبالغہ روزانہ درجنوں بیواؤں' معذروں' بے سہارا لوگوں اور خصوصاً مجذوب افراد کو ہزاروں سینکڑوں کے حساب سے نقد رقومات وصدقات دیا کرتے تھے۔ آپ علاقہ بھر میں غریبوں کے بادشاہ کے نام سے پہچانے جاتے تھے۔ سینکڑوں افراد کو آپ علاج کے لئے پشاور اور اسلام آباد کے اعلیٰ اور مہنگے ہسپتالوں میں بھیجا کرتے تھے۔ اور ان کے تمام اخراجات آپ خود برداشت کیا کرتے تھے۔ یہ تمام اخراجات و صدقات اور مصارف آپ انتہائی خفیہ اور صیغہ راز میں رکھا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ کئی معذور افراد مستقلاً آپ کے ذمے تھے اور ان کے گھروں کا خرچہ بھی آپ برداشت کیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ مہمان نوازی میں بھی منفرد اور یکتا تھے۔ مہمان کے سامنے اپنے دل سمیت ہر چیز جو وزیرستان کے بازاروں میں میسر آسکتی تھی وہ پیش کرتے تھے۔ آپ کی دستر خوان کی فراوانی اور انتظام وانصرام کی سلیقہ مندی کسی مغل بادشاہ کے دستر خوان کی یاد دلایا کرتی تھی۔

اس کے علاوہ آپ تحفے تحائف اس کثرت سے دوستوں اور غیر دوستوں کو دیا کرتے تھے کہ انسان محوحیرت رہ جاتا۔

خوش طبعی' بزلہ سنجی' نکتہ شناسی اور لطافت ونفاست اور رکھ رکھاؤ وضع داری نے آپ کی شخصیت میں چار چاند لگادیئے تھے۔ غیرت وحمیت اور شجاعت جو غیور قبائل کا خاصہ ہے یہ عناصر آپ کا سرمایہ تھا۔ آپ دوستوں کی محفل کی جان ہوا کرتے تھے۔ اور غصے اور جھگڑے کے وقت میں بھی موم کی طرح نرم' لیکن میدان جنگ اور دوران ڈیوٹی آپ ایک بہادر سپہ سالار ہوا کرتے تھے۔ اور آپ کی شاندار سروس اس کا بین ثبوت ہے۔

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم　　　بزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

آپ علماء کے ساتھ انتہائی محبت رکھتے تھے۔ اور کئی علماء وطلباء کے وظائف مقرر کئے تھے۔ آپ کے آٹھ چھوٹے

چھوٹے بچے پسماندگان میں سے رہ گئے ہیں۔ جتنی محبت اور جتنا لاڈ آپ نے بچوں کو دیا اس کی نظیر بھی مشکل سے ملتی ہے۔ اللہ کے فیصلوں کے آگے کس کی چلتی ہے۔ اِس جیسے فیاض اور مشفق شخص کے بچھڑنے سے نہ صرف اس کا گھرانہ یتیم ہوگیا بلکہ وہ سینکڑوں افراد بھی یتیم اور بے سہارا ہوگئے جن کے چولہے اس شہید کے تعاون سے چل رہے تھے اور ہم جیسے دوستوں کے دلوں کی چکاچوند بھی دھیمی پڑ گئی۔

تھی وہ اک شخص کہ تصور سے　　　　اب وہ رعنائی خیال کہاں

جنوبی وزیرستان (وانا) اپنے ہیرو نیک محمد شہید کی یاد میں اب تک اداس ہے تو شمالی وزیرستان خواثہ جان شہید کے غم میں نڈھال ہے۔ آپ عوام میں اتنے ہر دلعزیز تھے کہ اگر آپ قومی اسمبلی کا الیکشن لڑتے تو اکثریت سے ہر بار جیت جاتے۔ نماز جنازہ شمالی وزیرستان کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا۔ بڑے بڑے علماء ومشائخ نے اس میں شرکت کی اور سب نے گواہی دی کہ اس سے بڑا جنازہ میران شاہ کی تاریخ میں نہیں اٹھا۔ آپ جوان، وجیہہ اور خوبصورت تو تھے ہی لیکن شہادت کے غازے اور مظلومیت کی موت نے آپ کے حسن و جمال میں بے انتہا اضافہ کر دیا۔ بجھے دل کے ساتھ آپ کے جسد خاکی کو لحد کے سپرد کیا اور خانہ کعبہ کے غلاف کے ٹکڑے آخری نشانی کے طور پر میں نے آپ کو پیش کیئے کہ اس سے بہتر تحفہ میرے پاس اور کوئی نہ تھا جو اس جان سے عزیز دوست کی نذر کرتا۔ نماز جنازہ اور بعد میں تعزیت کے لئے حضرت والد مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ، عم محترم حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ، جناب اکرام اللہ شاہد صاحب ڈپٹی اسپیکر صوبہ سرحد اور برادر محترم مولانا حامد الحق ایم این اے، مولانا سید یوسف شاہ صاحب اور دیگر قریبی احباب اور دوستوں نے طویل اسفار طے کرکے خواثہ جان شہید کی تعزیت کی۔ قارئین ''الحق'' سے اپنے اس دوست کی دعائے مغفرت کے لئے دلی التجا کرتا ہوں۔

آسمان تری لحد پر شبنم افشانی کرے　　　　سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

مدرسہ صولتیہ مکۃ المکرمہ کے مہتمم حضرت مولانا محمد حشیم کی والدہ ماجدہ کی رحلت

عالم اسلام کے مرکز اور رشد وہدایت کے منبع مکۃ المکرمہ میں واقع بین الاقوامی حیثیت کی حامل علمی درسگاہ مدرسہ صولتیہ کے مہتمم حضرت مولانا محمد حشیم صاحب کی والدہ ماجدہ طویل علالت کے بعد انتقال فرماگئیں۔ آپ کی نماز جنازہ حرم شریف میں ادا ہوئی اور تدفین جنت المعلیٰ کے مقدس قبرستان میں ہوئی۔ مرحومہ انتہائی عابدہ، زاہدہ اور نیک صالحہ بی بی تھیں۔ عمر بھر آپ نے علمائے عظام اور حجاج کرام کی خدمت کی۔ اور ورثاء میں حضرت مولانا محمد حشیم صاحب مدظلہ جیسی نیک اولاد کو چھوڑا۔ مدرسہ صولتیہ عالم اسلام کا معروف تعلیمی ودعوتی ادارہ ہے اور اس کے مہتممین ہمیشہ سے دارالعلوم حقانیہ اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب نور اللہ مرقدہ اور مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے دیرینہ تعلق رکھتے ہیں۔ ادارہ حقانیہ اس حادثہ پر حضرت مولانا محمد حشیم صاحب مدظلہ اور دیگر پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے اور قارئین

سے بھی ان کے رفع درجات کے لئے دعا کرتا ہے۔

حضرت مولانا محمد انور کبیر والاؒ کی وفات: پنجاب کے مشہور اور معیاری ادارہ دارالعلوم کبیر والا ملتان کے حضرت مولانا محمد انورؒ کا انتقال علمی اور جماعتی حلقوں حلقوں کے لئے بہت بڑا خسارہ ہے۔ مرحوم نے ہر میدان میں عزیمت واستقامت کے ساتھ قائد جمعیت مولانا سمیع الحق صاحب کا ساتھ دیا۔ دارالعلوم اور جمعیت علماء اسلام اس سانحہ میں شریک تعزیت ہے۔ حضرت مولانا نے مرحوم کے اہل وعیال اور صاحبزادگان سے اظہار تعزیت اور دارالعلوم میں رفع درجات کی دعا کی گئی۔

مولانا محمد یسین جھنگ کو صدمے: جھنگ کے بزرگ اور ممتاز عالم دین اور جمعیت علماء اسلام کے نہایت سرگرم رہنما حضرت مولانا محمد یسین صاحب جھنگ کی والدہ محترمہ انتقال کرگئیں اور کچھ دن قبل ان کے نہایت قابل و فاضل نوجوان صاحبزادہ بھی انتقال کر گئے۔ ۲۹ فروری کو حضرت مولانا رفقاء سمیت تعزیت کے لئے جھنگ گئے اس موقع پر جھنگ میں علماء ومشائخ اور کارکنوں کے استقبالیہ اجتماعات سے خطاب ہوا اور کئی تقاریب میں شرکت کی۔

مولانا عبدالواحد کو صدمہ حضرت مولانا عبدالواحد درسمند ہنگو کے ممتاز اور بزرگ عالم اور جمعیت کے سرگرم رہنما ہیں، ان کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا۔ مولانا بانی دارالعلوم حقانیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اور قائد جمعیت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے نہایت مخلص ساتھی ہیں۔ مرحومہ کی وفات پر دارالعلوم میں دعائے تعزیت کی گئی۔ حضرت مہتمم مولانا سمیع الحق صاحب، مولانا محمد یوسف شاہ صاحب، جناب اکرام اللہ شاہد ڈپٹی اسپیکر سرحد اسمبلی نے درسمند جاکر مولانا اور اس کے خاندان سے تعزیت کی۔

سلسلہ مطبوعات موتمر المصنفین (29)

اقتدار کے ایوانوں میں

شریعت بل کا معرکہ

مولانا سمیع الحق

ملک کی تاریخ میں نفاذ شریعت کی جدوجہد کا روشن باب، ایوان بالا سینیٹ اور قومی سیاست میں نظام اسلام کی جنگ، آغاز، رفتارِ کار، صبر آزما مراحل کی لمحہ بہ لمحہ روئیداد اور مستقبل کے لائحہ عمل کے علاوہ خارجہ پالیسی، عورت کی حکمرانی، جہاد افغانستان اور اہم قومی وملی اور بین الاقوامی مسائل پر فکر انگیز گفتگو اور سیر حاصل تبصرے۔

موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ سرحد پاکستان

درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضبط وترتیب : مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی
معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال
جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب ماجاء فی حق الجوار
حقوق ہمسائیگی کا بیان

حدثنا محمد بن عبدالاعلی ثنا سفیان عن داؤد بن شابور و بشیر ابی اسماعیل عن مجاهد أن عبدالله بن عمرو ذبحت له شاة فی أهله فلما جاء قال: أهديتم لجارنا اليهودی؟ أهديتم لجارنا اليهودی؟ سمعت رسول الله ﷺ يقول! مازال جبرئيل يوصينی بالجار حتی ظننت انه سيورّثه"....... وفی الباب عن عائشة و ابن عباس و عقبة بن عامر و ابی هريرة و انس و عبدالله بن عمر و المقداد بن الاسود و ابی شريح و ابی امامة۔ هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه۔ وقد روی هذا الحديث عن مجاهد عن عائشة و ابی هريرة ايضا عن النبی ﷺ۔

ترجمہ: حضرت مجاہدؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے گھر میں ایک بکری ذبح کی گئی تھی، پس جب وہ گھر آ گئے تو انہوں نے کہا' کیا تم نے ہمارے پڑوس والے یہودی کو (اس بکری کے گوشت میں سے) کچھ ہدیہ بھیج دیا ہے؟ کیا تم نے ہمارے پڑوس والے یہودی کو کچھ ہدیہ بھیج دیا ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت جبرئیل مجھے حق ہمسایہ کے بارے میں تاکید فرمایا کرتے تھے' یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ وہ اس کو عنقریب (اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوسرے پڑوسی کے مال میں) وارث قرار دیدے گا۔۔۔۔۔۔۔ اور اس باب میں حضرت عائشہؓ' حضرت ابن عباسؓ' حضرت عقبہ بن عامرؓ' حضرت ابوہریرہؓ' حضرت عبداللہ بن عمروؓ' حضرت مقداد بن اسودؓ' حضرت ابوشریحؓ اور حضرت ابوامامہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے بھی روایات مروی ہیں۔

یہ حدیث اس سند کے ساتھ غریب ہے اور یہ حدیث ایک دوسری طریق عن مجاهد عن عائشه و ابی هریره عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم " سے بھی روایت کی گئی ہے۔ یعنی اس حدیث کو حضرت مجاہد نے حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت ابو ہریرۃ سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

حق الجوار: جوار جیم کے کسرہ کے ساتھ فصیح لغت ہے۔ اور جیم کے ضمہ کے ساتھ جُوار بھی مستعمل ہے۔ اس کا معنی ہے ہمسائیگی کردن۔

سفیان: سے مراد سفیان بن عینیہ ہے اور داؤد بن شابور یہ ابوسلیمان مکی ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے والد کا نام عبدالرحمٰن ہے اور شابور اس کے دادا کا نام ہے۔ بہرحال یہ داؤد بن شابور ثقہ راوی ہیں۔ ان سے شعبہ اور ابن عینیہ نے روایات نقل کی ہیں۔ اور ابوزرعہ اور ابن معین نے ان کو ثقہ قرار دے دیا ہے۔

وبشیر ابی اسماعیل: یہ ابن سلیمان کندی کوفی ہیں۔ یہ بھی ثقہ ہیں۔

اس باب میں ہمسایہ کے حقوق کا بیان ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک غمخوارگی اور اس کے دکھ درد میں شریک ہونے سے متعلق بہت تاکید فرمائی ہے۔

پڑوسی سے عموماً یہ طمع اور امید بھی ہوتی ہے کہ ان کے ساتھ احسان کروں اور تکلیف میں اس کے کام آؤں تو کل وہ میرے ساتھ بھی احسان کرے گا۔ اور میری تکلیف میں بھی وہ میرے کام آئے گا۔ پس اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا ایک ظاہری داعیہ بھی موجود ہے، مع ھذا جب کوئی آدمی ہمسایہ کے حقوق کی ادائیگی کا خیال نہ رکھے تو وہ دوسرے حقوق العباد کو تو بطریق اولیٰ ضائع کرے گا۔ تو گویا یہ اس آدمی کی بدبختی کی علامت ہوگی۔

کافر پڑوسی کے بھی حقوق ہمسائیگی ادا کرنا لازم ہے: حدیث مذکور کے راوی حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے پڑوسی سے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی میں "جار "ہمسایہ کو عموم پر حمل کیا ہے۔ خواہ ہمسایہ مسلمان ہو یا کافر، ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک کرنا لازمی ہے۔ اس وجہ سے انہوں نے اپنے یہودی ہمسایہ کو گوشت بھیجنے کی ترغیب دیتے ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی نقل فرمایا۔ اس وجہ سے محدثین حضرات فرماتے ہیں کہ ہر قسم کے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنا ضروری ہے۔ خواہ پڑوسی مسلمان ہو یا کافر۔ عبادت گزار ہو یا فاسق وفاجر۔ دوست ہو یا دشمن۔ کوئی مسافر ہو یا اس شہر کا رہنے والا۔ رشتہ دار ہو یا کوئی اجنبی۔ نفع رسان ہو یا ضرر رساں۔ اس کا گھر زیادہ قریب ہو یا کچھ دور۔ ہر قسم کے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور اس کو اپنی ایذاؤں سے محفوظ رکھنا لازم ہے۔ پھر جس پڑوسی میں اُولیٰ صفات جمع ہو جائے وہ حسن سلوک کا زیادہ حقدار ہوگا، مثلاً کوئی پڑوسی ایسا ہو کہ مسلمان ہو، عبادتگزار ہو، رشتہ دار بھی اور مسافر ہو اور دوست بھی ہو اور گھر بھی زیادہ قریب ہو تو وہ زیادہ حقدار ہوگا حسن سلوک کرنے کی بہ نسبت اس پڑوسی کے جس میں یہ صفات نہ ہوں۔ اسی طرح جس پڑوسی میں اُولیٰ صفات زیادہ جمع ہو جائیں تو اس کو ترجیح دی

جائے گی۔ اوراس طرح ہر قسم کے پڑوسی کو اس کے حسب حال حقوق دیئے جائیں گے۔

پڑوسی تین قسم کے ہیں:

طبرانی کی ایک روایت میں حضرت جابرؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ پڑوسی تین قسم کے ہیں۔

۱۔ ایک وہ پڑوسی جس کا صرف ایک حق ہے۔ یہ مشرک پڑوسی ہے۔ جس کیلئے صرف ہمسائیگی کا حق ہے۔

۲۔ ایک پڑوسی وہ ہے جس کے لئے دو حق ہیں۔ یہ مسلمان پڑوسی ہے جس کے لئے ہمسائیگی کا حق بھی ہے اور اسلام کا حق بھی۔

۳۔ اور ایک پڑوسی وہ ہے جس کے لئے تین حقوق ہیں۔ یہ وہ پڑوسی ہے جو کہ مسلمان اور ذورحم (قرابتدار) ہے اس کے لئے حق ہمسائیگی، حق اسلام، اور حق قرابت (تینوں قسم کے حقوق) ہیں۔

أهديتم لجارنا اليهودي: کیا تم نے ہمارے یہودی ہمسایہ کو کچھ دے دیا ہے؟ چنانچہ بعض دفعہ مشرک معاشرہ میں مسلمانوں کے ساتھ ہندو، سکھ، یہودی، نصرانی وغیرہ مختلف مذاہب کے لوگ بھی رہتے ہیں۔ چنانچہ پاکستان بننے سے پہلے ہمارے ہاں بھی مسلمانوں کے ساتھ ہندو پڑوس میں ہوتے تھے۔ اسی طرح مدینہ منورہ میں بھی مسلمانوں کے ساتھ یہود بھی رہتے تھے۔ دین اسلام سب کے ساتھ حسن معاشرت کی تعلیم دیتا ہے۔

ما زال جبرئيل يوصيني بالجار حتى ظننت أنه سيورثه:

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو کس طرح گمان ہوا کہ ہمسایہ کو میراث میں حقدار ٹھہرایا جاوے گا حالانکہ انبیاء کرام کے متعلق خود جناب رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ نحن معاشر الانبياء لانورث. ما تركناه صدقة (الحديث) یعنی ہم زمرہ انبیاء کرام سے کوئی چیز بطور میراث نہیں رہ جاتی۔ ہم جو کچھ چھوڑ دیتے ہیں وہ صدقہ ہی ہوا کرتا ہے۔ پس جبکہ انبیاءؑ کے رشتہ دار بھی ان کے مال میں وارث نہیں ہوتے تو ہمسایہ کے وارث ہونے کا گمان کیسا ہوا؟

جواب: یہ ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھے ہمسایہ کے حق میں تاکید فرماتے تھے کہ میں اپنی امت کو ہمسایہ کے حقوق کی رعایت کا حکم دوں اور حضرت جبرائیلؑ اتنی تاکید فرماتے تھے کہ مجھے گمان ہوا کہ میری امت کے ایک پڑوسی کے لئے دوسرے کے مال متروکہ میں وارث بننے کا حکم نازل ہوگا۔

اور اگر يوصيني بالجار الخ کا مطلب یہ لیا جاوے کہ حضرت جبریلؑ مجھے اپنے پڑوسی کے حقوق کے بارے میں اتنی تاکید کرتے تھے کہ مجھے گمان ہوا کہ یہ میرے پڑوسی میری میراث میں بھی عنقریب حقدار قرار دیئے جاویں گے۔ تو پھر مذکورہ سوال کا جواب یہ ہوگا کہ یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ کو یہ علم حاصل نہ ہوا تھا کہ انبیاء کرام میراث نہیں چھوڑ دیتے ہیں اس وجہ سے آپ ﷺ کو یہ گمان ہوا۔

انه سیورثه: اس توریث سے کیا مراد ہے؟ بعض کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ کو یہ گمان ہوا کہ دوسرے قریبی رشتہ داروں کی طرح پڑوسی کے لئے بھی مال متروکہ میں کچھ حصہ مقرر ہوگا۔ اور بعض کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کو یہ گمان ہوا کہ پڑوسی کو بھی احسان اور حسن سلوک میں ان لوگوں کے برابر قرار دیا جاوے گا کہ جو کہ قریبی رشتہ دار ہونے کی وجہ سے میراث کے حقدار ہیں۔ لیکن پہلا معنی واضح اور صحیح ہے' کیونکہ خود اسی حدیث میں اس طرف اشارہ موجود ہے کہ حدیث میں مذکورہ توریث واقع نہیں ہوئی ہے' چنانچہ پڑوسی بھی مال متروکہ میں وارث قرار نہیں دیا گیا ہے۔ اور بر وصلہ یعنی حسن سلوک کا حکم پڑوسی کے ساتھ ہمیشہ سے جاری وساری ہے۔ پس اس چیز کا گمان کیا گیا جو نہ اس وقت موجود تھا اور نہ بعد میں واقع ہوا۔

حدثنا قتيبة ثنا الليث بن سعد عن يحيى بن سعيد عن ابى بكر بن محمد وهو ابن عمرو بن حزم عن عمرة عن عائشة ان رسول الله ﷺ قال: مازال جبرئيل صلوات الله عليهما يوصينى بالجار حتى ظننت انه سيورثه۔

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرئیلؑ مجھے پڑوسی کے حقوق کے بارے میں یہاں تک تاکید فرماتے تھے کہ مجھے گمان ہوا کہ وہ عنقریب پڑوسی کو (دوسرے پڑوسی کے ترکہ میں) وارث قرار دیں گے۔'' (عن أبى بكر بن محمد وهو ابن عمرو بن حزم) یہ ابوبکر بن محمد حضرت عمرو بن حزمؓ کا بیٹا ہے۔ جو کہ انصاری' بخاری' مدنی ہے۔ ان کا نام اور کنیت ایک ہے۔ یہ عبادت گزار' اور ثقہ ہیں۔ صحاح ستہ کے راوی ہیں۔

(عن عمرة) یہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہؓ انصاریہ مدنیہ ہیں یہ بھی ثقہ راوی تھیں۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بہت روایات نقل کی ہیں۔ (حدیث کی تشریح وتفصیل گزشتہ روایت کے ذیل میں گزر چکی ہے)

حدثنا أحمد بن محمد ثنا عبدالله بن المبارك عن حيوة بن شريح عن شرحبيل بن شريك عن ابى عبدالرحمن الحبلى عن عبدالله بن عمرو قال: قال رسول الله ﷺ ''خير الأصحاب عندالله خيرهم لصاحبه وخير الجيران عندالله خيرهم لجاره۔ هذا حديث حسن غريب۔ وابو عبدالرحمن الحبلى اسمه عبدالله بن يزيد.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ساتھیوں میں اللہ کے نزدیک بہترین وہ ہے جو اپنے دوسرے ساتھی کے ساتھ زیادہ بہتر ہو۔ اور پڑوسیوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر وہ ہے جو اپنے دوسرے پڑوسی کے ساتھ بہتر ہو۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ابوعبدالرحمٰن حبلی کا نام عبداللہ بن یزید ہے۔

دین اسلام میں خصوصیت سے ان لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اور حسن معاشرت کی تعلیم دی گئی ہے جن کے ساتھ کسی بھی سبب سے قرب اور نزدیکت زیادہ ہو۔ اس وجہ سے دین اسلام میں خصوصیت کے ساتھ بیوی کے ساتھ حسن سلوک، نرمی اور خوش اخلاقی کا برتاؤ کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ بچوں کے ساتھ محبت و شفقت اور ان کی اچھی تعلیم و تربیت کا حکم دیا گیا ہے۔ نیز والدین کے ساتھ نیکی حسن سلوک اور ان کے ادب و احترام کی تاکید کی گئی ہے۔ اس طرح ذوی الارحام (قریبی رشتہ داروں) کے ساتھ صلہ رحمی اور احسان کا حکم دیا گیا ہے۔ ان تمام تعلیمات کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان جس معاشرہ میں بھی رہے۔ وہاں محبت اور دوستی ہو نفرت اور دشمنی نہ ہو، شفقت اور نرمی ہو، درشتی اور تندخوئی نہ ہو، ایثار اور قربانی ہو، نفس پروری اور خود غرضی نہ ہو، ادب، احترام اور خوش اخلاقی ہو، بے ادبی، بے عزتی اور بداخلاقی نہ ہو۔ امن، اطمینان اور خوشی ہو، دہشت، اضطراب اور بے چینی نہ ہو۔ اس مقصد کے لئے آس پاس کے لوگوں سے خوش اسلوبی سے پیش آنا اور اچھے تعلقات قائم رکھنا لازمی ہے۔ انہی اعلیٰ مقاصد کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمسفر، ساتھی، اور پڑوسی کے ساتھ بھی حسن سلوک کی ترغیب دلائی ہے۔ اور اس کی فضیلت بیان فرمائی ہے کہ ساتھیوں میں بہترین ساتھی اللہ کے نزدیک وہ ہے جو اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ بہتر ہو، اور پڑوسیوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر وہ ہے جو اپنے دوسرے پڑوسیوں کے ساتھ زیادہ بہتر ہو۔

<u>خیر الاصحاب خیر هم لصاحبه:</u> اصحاب جمع ہے صاحب کا بمعنی ہمراہ ساتھی، پھر یہ عام ہے سفر میں جو ہمراہ اور ہمسفر مل جائے یا سیٹ پر آپ کے ساتھ جو آدمی بیٹھا ہے یا طالب علم حضرات ایک کمرے والے ایک دوسرے کے ساتھی ہیں۔ درس میں بیٹھے ہوئے ساتھی اور ایک دارالعلوم میں پڑھنے والے یہ سب درجہ بدرجہ ایک دوسرے کے ساتھی ہیں۔ نیز اپنی بیوی جو کہ رفیقہ ءحیات ہے، سب اس کے مفہوم میں داخل ہیں۔ ان کے ساتھ بہتر سلوک کرنے سے آدمی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتری حاصل کرسکتا ہے۔

باب ماجاء فی الاحسان إلی الخادم

خادم کے ساتھ حسن سلوک کا بیان

حدثنا بندار ثنا عبدالرحمن بن مهدی ثنا سفیان عن واصل عن المعرور بن سوید عن أبی ذر قال: قال رسول الله ﷺ "اخوانکم جعلهم الله فتیة تحت إیدیکم، فمن کان أخوه تحت یده فلیطعمه من طعامه ولیلسبه من لباسه ولا یکلفه ما یغلبه فان کلفه مایغلبه فلیعنه۔

وفی الباب عن علی وأم سلمة وابن عمر وأبی هریرة.هذا حدیث حسن صحیح

ترجمہ: حضرت ابوذرؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (یہ تمہارے غلام اور خدمتگار) تمہارے بھائی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے زیر دست غلام بنا رکھے ہیں۔ پس جس کا بھائی اس کے زیر دست (مملوک اور خادم) ہو تو وہ اسے اپنے کھانے سے کھانا دیا کرے اور اپنے کپڑوں سے کپڑا دیا کرے اور اس پر ایسے کام کی ذمہ داری نہ ڈالے جس کو وہ نہ اٹھا سکے۔ اور اگر اس نے اس پر ایسے کام کی ذمہ داری ڈالی جس کو وہ پورا نہ کر سکتا ہو تو پھر خود اس کے ساتھ (اس کام میں) مدد کرے۔۔۔ اور اس باب میں حضرت علیؓ اور حضرت ام سلمہ اور حضرت ابن عمرو اور حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی روایات ہوئی ہیں۔

اس باب میں ماتحت طبقہ کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب دی گئی ہے۔ غلام اور خادم ہو یا شاگرد، مرید اور عقیدت مند ہو۔ گویا اس باب میں غلام، خادم، نوکر، ملازم اور ہر ماتحت کے حقوق کا بیان ہے۔ ہر ایک کے ساتھ نرمی سے پیش آنا چاہیے اور ان پر زیادہ بوجھ نہیں ڈالنا چاہیے خصوصاً غلام اور خادم جن کا نان نفقہ بھی آپ کے ذمہ ہو اور وہ آپ کی خدمت کے لئے مختص ہوں۔ تو چاہیے کہ ان کو ویسا ہی کھانا دیا کرو جس طرح کھانا خود کھاتے ہو اور ویسے ہی کپڑے پہنا کرو جس طرح کپڑے خود پہنتے ہو۔ نیز ان کو کسی ایسے کام پر مامور و مجبور کرنا جائز نہیں جس کے کرنے سے وہ عاجز ہو۔ اور اگر غلام و خادم اور مزدور کو کسی ایسے کام پر مامور کرے جسے وہ اکیلا نہ کر سکتا ہو تو پھر خود اس کے ساتھ اس کام میں مدد کرے تاکہ وہ اس کام کو آسانی کے ساتھ پورا کر سکے۔ اور اسے زائد از استطاعت تکلیف بھی نہ ہو جائے۔

اخوانکم ای ممالیکم اخوانکم أو خدامکم إخوانکم۔ یعنی آپ کے غلام آپکے بھائی ہیں۔ یا آپ کے خادمین آپ کے بھائی ہیں۔ یعنی اصل میں تم ایک ہی آدمؑ کی اولاد ہوں اس وجہ سے بنی نوع انسان سب آپس میں بھائی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بعض بندوں کو قابلیت، صلاحیت اور مال و دولت وغیرہ میں دوسروں پر فوقیت دی ہے۔

آں یکے راگنج و نعمت مے دہد دیگرے رارنج و زحمت مے دہد
آں یکے پوشیدہ سنجاب وسمور دیگرے خفتہ برہنہ درتنور

یعنی یہ اونچ نیچ اور تفاوت ایک فطری چیز ہے۔ اور نہایت ہی حکمت پر اللہ تعالیٰ نے یہ نظام اس طرح بنایا ہے، کوئی نواب اور سرمایہ دار ہے اور اسے مارکیٹ اور بلڈنگ تعمیر کرانے کی ضرورت ہے تو معمار اور مزدور کار کے لئے محتاج ہے اور معمار اور مزدور اس فکر میں ہے کہ کوئی ان سے کام لے کر ان کو سو دو سو روپے دے دے۔ اسی طرح روٹی پکانے کے لئے تنور کی ضرورت ہے، تنور بنانے والا اور ہوگا، سالن پکانے کے برتن کیلئے علیحدہ کارخانہ ہے۔ اگر سارے لوگ طلب علم میں لگ جائے تو ان طلبہ کے لئے روٹی اور سالن کون تیار کرے گا۔ مدرسہ کی عمارت کا کام کون انجام دے گا۔ طالب علم جو کتاب پڑھتا ہے اس کتاب کی چھپائی کے لئے بھی الگ افراد چاہئیں۔ الحاصل انسانی معاشرہ میں ایک آدمی دوسرے کے کام آتا ہے۔ ایک دوسرے کے لئے محتاج ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ ان کے حقوق اور

ضروریات وابستہ ہیں اوراس طرح ان کا آپس میں ایک ربط اور جوڑ قائم ہے۔ مالک باغ کے لئے مالی اور باغبان کی ضرورت ہے۔ گاڑیوں کے مالک کے لئے ڈرائیور درکار ہوتے ہیں۔ اس طرح ہر کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے افراد پیدا فرمائے ہیں تاکہ دنیا کا نظام چلتا رہے۔

ورفعنا بعضهم فوق بعض درجٰت ليتخذ بعضهم بعضا سخريا (الزخرف:۳۲)

ترجمہ: ''اور بلند کردیئے ہم نے درجے اور مراتب بعض لوگوں کے بعض پر، تاکہ وہ ایک دوسرے کیلئے خدمتگار ٹھہرائے۔'' پس یہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا قانون ہے لہٰذا مزدور اور خادم طبقہ کو ہرگز حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔ بلکہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہیے۔ کیونکہ ہر ایک کی حالت اس پر امتحان ہے۔

فليطعمه من طعامه وليلبسه من لباسه:

اپنے کھانے کی طرح کھانا دینا اور اپنے ہی کپڑوں کی طرح کپڑے دینا یہ امر استحباب کیلئے ہے۔ اور مالک کے ذمہ عرف کے مطابق علاقوں اور اشخاص کے حسب حال معروف نفقہ دینا واجب ہے۔ خواہ سید اور مولیٰ کے اپنے نان نفقہ کے برابر ہو یا اس سے کم ہو۔ یا اس سے زیادہ ہو۔ مثلاً اگر مولیٰ زہد اور تقویٰ کی وجہ سے یا بخل وغیرہ کی وجہ سے خود معمولی لباس پہنتا ہو۔ اور معمولی کھانا کھاتا ہو۔ حالانکہ خادم اور مملوک کو اس سے بہتر کھانا اور بہتر لباس دینے کا عرف جاری ہو تو سید اور مولیٰ کے ذمہ معروف نفقہ دینا واجب ہے۔ اپنے برابر دینے سے وہ شرعاً بری الذمہ نہیں ہوگا۔

حدثنا احمد بن منيع ثنا يزيد بن هارون عن همام ابن يحيى عن فرقد عن مرة عن أبي بكر الصديق عن النبي ﷺ قال: لا يدخل الجنة سئ الملكة: .... هذا حديث غريب .... وقد تكلم ايوب السختياني وغير واحد في فرقد السبخي من قبل حفظه۔

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ اپنے غلاموں سے بدسلوکی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ .... یہ حدیث غریب ہے۔ .... اور امام ایوب سختیانی اور دیگر کئی (ائمہ حدیث) نے فرقد السبخی کے حافظہ کے بارے میں کلام کیا ہے۔

سيئي الملكة: جو آدمی اپنے مملوک اور ماتحتوں کے ساتھ برا سلوک کرتا ہے بدخو ہو اس کو سيئي الملكة کہا جاتا ہے اور جو آدمی اچھا سلوک اور احسان کرتا ہے اس کو حسن الملکہ کہا جاتا ہے۔

پس حدیث پاک میں مملوک اور خادم کے ساتھ اچھا رویہ اور حسن سلوک اختیار کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ اور ان کے ساتھ برے سلوک کرنے والے کے لئے یہ سخت وعید بیان کیا گیا ہے۔ کہ مملوک اور خادم لوگوں کے ساتھ برا سلوک کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

سلسلہ خطبات جمعہ
شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

کمالات ومحاسن خیر الامم

نحمدہ' و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمان الرحیم والذین آمنوا اشد حبا للہ صدق اللہ العظیم (آیۃ۔ بقرہ)

وقال رسول اللہ ﷺ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین (بخاری ومسلم)

گزشتہ جمعہ آیت کریمہ کے ضمن میں یہ بتانے کی حتی المقدور کوشش کی۔ کہ مومن کامل کی نشانی اور خاصیت یہ ہے کہ اپنے خالق جل جلالہ سے اس کی بے پناہ محبت ہوگی اگر اللہ سے کامل محبت ہے تو ایمان بھی مضبوط ہے اگر محبت میں کمی ہے تو اپنا ایمان بھی ناقص سمجھے۔ اگر محبت کا شائبہ تک نہیں تو اپنے ایمان کے بالکل نہ ہونے کے بارے میں فکرمند ہوکر دنیا وآخرت کو تباہی سے بچانے کی طرف متوجہ ہو جائے۔

اللہ ورسول سے محبت کے تقاضے: مذکورہ حدیث میں اللہ کی محبت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی محبت کو بھی اعزہ واقارب، اپنے ماں باپ، اولاد سے بھی زیادہ جزو ایمان قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے کلام اللہ میں حضور اقدس ﷺ کی محبت کو تمام چیزوں پر فوقیت دے کر آپ سے محبت نہ کرنے والے کو سخت عذاب کا سامنا کرنے کے بارے میں خبردار کیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: قل ان کان آباؤکم وابناء کم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموالٌ اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومسٰکن ترضونھا احبّ الیکم مّن اللہ ورسولہ وجھادٍ فی سبیلہ فتربّصوا حتیٰ یاتی اللہ بامرہ واللہ لایھدی القوم الفاسقین۔ (سورۃ التوبہ)

ترجمہ: ''تو کہہ دے (ان لوگوں سے) اگر تمہارے باپ، بیٹے، بھائی، عورتیں، برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور کاروبار جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو اور مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو تم کو زیادہ محبوب ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد سے تو انتظار کرو اللہ کے فیصلے (یعنی عذاب کا) اور اللہ ہدایت نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو۔''

اگر ہماری محبت اللہ ورسول کے ساتھ آیت کریمہ میں بتلائے گئے اشیا سے زیادہ ہے تو ایمان کے اعلیٰ وارفع

مقام پر فائز ہونے کے دعویٰ میں ہم سچے ہیں۔ ورنہ اللہ اور رسولؐ کے ساتھ جس قدر محبت ہوگی وہی مقدار ایمان کی بھی گی۔ جبکہ ابتداء میں تلاوت شدہ آیت وحدیث میں ہم سے مطلوب خود کو کامل مکمل محبت سے مزین کر کے کامل مومن بنانا ہے۔

رحمۃ للعالمین سے محبت اصل ایمان ہے۔ گزشتہ خطبے کے دوران اللہ جل شانہ سے محبت کی جتنی وجوہات عقلی طور پر ہوسکتی ہیں ان کی طرف اجمالاً اشارہ کر دیا تھا۔ اللہ کے بعد حضورؐ کے مرتبہ ومقام ہے ان کے ساتھ محبت رکھنے کے قرآنی دلائل ووجوہات کے علاوہ عقلی وجہ یہ بھی ہے کہ رب ذوالمنن کے ساتھ سب سے زیادہ محبت جن عقلی وزمنی حقائق کی وجہ سے لازمی ہے انہی عقلی وجوہات ودلائل کی روشنی میں رحمۃ للعالمین سے بھی محبت' اپنے نفس مال اولاد وغیرہ سے زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ اللہ واجب الوجود' صفات کمالیہ کو متجمع ہے۔ انسان کو اپنی جن مخصوص صفات کا مظہر بنایا ہے۔ حضورؐ میں وہ صفات اور انسانوں کے مقابلہ میں بدرجہ اتم موجود بلکہ مخلوقات میں اس کا کوئی مثل اور ثانی تک نہیں۔

امت سے شفقت ومحبت کی ایک جھلک: ایمان کی نعمت سے مالا مال مومن کا عقیدہ ہی ہوتا ہے کہ ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'' اسی وجہ سے حضورؐ کے بے شمار اوصاف حمیدہ کے بیان کے سلسلہ میں ایک مقام پر اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہے: لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ماعنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم (سورۃ توبہ) ''تمہارے پاس رسول آیا ہے جو تم ہی سے ہے تم کو تکلیف پہونچنا اس پر بھاری ہے۔ حریص ہے تمہاری بھلائی پر' ایمان والوں پر نہایت مشفق ومہربان ہے۔''

امت سے کمال شفقت کا ایک نمونہ: مخلوق کے ساتھ محبت ورأفت کا جو بے انتہا تعلق رب العزت کا ہے وہ انسانوں میں سب سے زیادہ محمد عربی میں بھی موجود ہے' یہی وجہ تھی کہ وہ ہر وقت پوری انسانیت کے فلاح ونجاۃ کے لئے متفکر رہتے اور اپنے آپ کو تکلیف واذیت پہونچانے والے کے لئے بھی اللھم اھد قومی فانھم لایعلمون کی دعائیں فرماتے۔ یہاں تک کہ اپنی جان کے دشمن اللہ کی وحدانیت کے منکر' حضور کے دعوت حق کی بیخ کنی کرنے پر کمر بستہ شخص کی بیماری کا سن کر اس کی عیادت کے لئے بھی فوراً پہنچ جائے۔ فتح مکہ کے موقع پر وہ کفار جو اسلام اور حضور کے بدترین دشمن تھے۔ حضور اکرمؐ اسلام اور مسلمانوں کو انہوں نے جن تکالیف اور مصائب سے گزارا تھا ان کے اعمال ظلم وستم کا تقاضا تو یہی تھا کہ ان میں کسی کو زندہ نہ چھوڑا جاتا جیسا کہ دنیا کے ملوک وسپاہ کا وطیرہ ہے کہ انتقام کے جذبہ سے لیس ہو کر مفتوح ومغلوب قوم کی تکہ بوٹی کر دیتے ہیں۔ اب جبکہ یہ بدترین دشمن مکمل طور پر محمد عربی کے قبضہ اور رحم وکرم پر تھے۔ وہی انسانیت سے محبت کا جذبہ غالب آ کر فرماتے ہیں کہ آج تم سے وہی کہتا ہوں جو حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔ یہ کہتے ہی سید المرسلینؐ نے ان کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ جاؤ آج تم سب آزاد ہو تم پر کوئی الزام نہیں۔ .... (جاری ہے)

ڈاکٹر محمد جنید ندوی *

اُردو زبان میں '' لُغات الحدیث'' پر ہونے والے کام کا جائزہ

حرفِ آغاز

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الأمین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین وبعد: یہ ایک نا قابل انکار حقیقت ہے کہ اسلامی تعلیمات کی تفہیم میں قرآن حکیم کے بعد سب سے زیادہ اہمیت رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ کو حاصل ہے۔ کتاب اللہ کی توضیح وتشریح کے لیے مفسرین کرامؒ نے اپنی زندگیاں صرف کر کے علم تفسیر کا ضخیم علمی ذخیرہ فراہم کر دیا ہے، اِسی طرح محدثین عظامؒ نے آنحضرت ﷺ کے اقوال وافعال کو جانفشانی سے مرتب کر کے دنیا کے سامنے ایک عدیم النظیر کارنامہ پیش کر دیا جو ایک معجزے سے کم نہیں ہے۔ قرآن اور حدیث کی خدمت کرنے والے علمائے امت کے پیش نظر دو اہم مقاصد تھے۔ پہلا یہ کہ اِن خدمات کے نتیجے میں اُنہیں اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی حاصل ہو جائے اور دوسرا یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کتاب قرآن مجید اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے آخری رسول محمد مصطفی ﷺ کا آفاقی پیغام تمام دنیا تک پہنچ جائے جس کی روشنی میں انسانیت دنیوی اور اُخروی فلاح کی شاہراہ پر گامزن ہو سکے۔ اِن دو اہم مقاصد کے حصول کے لیے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے سے آج تک ہزاروں علمائے کرامؒ نے اپنی زندگیوں کو علوم القرآن والحدیث کی خدمت میں صَرف کر دیا۔

تلخیص

اِس مختصر مقالے کا مقصد برصغیر پاک وہند میں اُردو زبان میں '' لُغات الحدیث'' پر ہونے والے کام کا مختصر تعارف اور جائزہ پیش کرنا ہے۔ اِس جائزے میں لُغت نویسی کی ضرورت اور مشکلات کو ''لُغات الحدیث'' کے جانچا گیا ہے۔ عربی زبان میں ''لغات الحدیث'' کی ضرورت اور اہمیت کو اُجاگر کیا گیا ہے۔
برصغیر پاک وہند کے علمائے کرامؒ کی خدمات برائے ''علوم الحدیث'' اور اُن کے اعتراف کا مختصر تذکرہ کیا گیا ہے۔

* سربراہ، شعبۂ علوم اسلامیہ وثقافت۔ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

اُردو زبان میں ''لغات الحدیث'' پر ہونے والے کام کا تعارف کرایا گیا ہے۔ اِن سوالات کا جواب تلاش کیا گیا ہے کہ ماضی کے علماء اور محققین نے اردو ''لغات الحدیث'' پر کام کیوں نہیں کیا؟ اِس کی ضرورت کیوں پیش نہ آئی؟ اور علامہ وحید الزمان کی تالیف ''لغات الحدیث'' صورت میں جو کام ہوا بھی ہے اُس کے بعد مزید کام نہ ہونے کی کیا وجوہات ہو سکتی ہیں؟ اِس کے ساتھ ہی اُردو زبان میں ''لغات الحدیث'' پر مزید تحقیقی کام کی ضرورت کو اُجاگر کیا گیا ہے اور یہ تجویز کیا ہے کہ اُردو زبان میں '' لُغات الحدیث'' کے موضوع کی مناسبت سے ہونے والے ثانوی کاموں اور ''غریب الحدیث'' پر ہونے والے کام سے بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ اِس کے بعد اُردو زبان میں لغات الحدیث کے موضوع پر مرتب ہونے والی واحد کتاب، جو پہلے ''انوار اللغۃ الملقب بہ وحید اللغات'' کے نام سے، پھر ''اسرار اللغۃ الملقب بہ وحید اللغات'' کے نام سے اور اب ''لغات الحدیث'' کے نام سے شائع ہوئی ہے، اِس کے مصنف علامہ وحید الزمانؒ کا مختصر و جامع تعارف کرایا ہے۔ پھر علامہ کی کتاب ''لغات الحدیث'' کا تعارف کرایا ہے جس میں اِس کا سبب تالیف ،مصادر، منہج تدوین ،خصوصیات کا ذکر اور تسامحات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اِس مقالے میں اُردو زبان میں'' لُغات الحدیث'' کے موضوع کی مناسبت سے ہونے والے ثانوی کاموں کا مختصر تعارف کراتے ہوئے یہ جائزہ لیا ہے کہ اِن کاموں نے احادیث مبارکہ کو زیادہ بہتر طور پر سمجھنے میں کس حد تک مدد دی ہے۔ مقالے کے آخر میں اِس تحقیق کے نتائج اور تجاویز کو پیش کیا گیا ہے۔

لُغت نویسی کی ضرورت اور مشکلات

یہ ایک حقیقت ہے کہ لغت نویسی ایک مشکل اور کٹھن کام ہے۔ لغت نویس کے کام کا سب سے دشوار پہلو یہ ہے کہ اُسے خیالات اور معنی جیسی غیر مرئی چیزوں کی لفظی تصویریں پیش کرنا ہوتا ہے۔ عام طور پر الفاظ کے معنی مترادفات سے بیان کر دئے جاتے ہیں۔ یہ دراصل معنی نہیں بلکہ وہ آلات ہیں جن کے ذریعے معانی تک ذہن کی رسائی کرائی جاتی ہے، پھر الفاظ کے مختلف معنی میں اتنا خفی و دقیق فرق ہوتا ہے کہ تحریر ان کا احاطہ نہیں کر سکتی(۱)۔ چونکہ لغت نویسی ہر زبان کی ضرورت ہے لہٰذا لغت نویسی کی اِن مشکلات کا سامنا ہر زبان کو کرنا پڑتا ہے، بالخصوص جب اُس زبان کی لغت نویسی کا مقصد معاشرے کی روحانی، سماجی، معاشی اور اجتماعی اقدار اور اُصولوں کو متعین کرنا ہو۔ برصغیر پاک و ہند کے معروف مفسر قرآن مولانا مفتی محمد شفیعؒ عربی لغت نویسی کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ''عربی زبان کی لغت نویسی اپنی وسعت اور گہرائی کے حوالے سے بذات خود ایک مشکل کام ہے۔ یہ کام اُس وقت اور بھی مشکل اور نازک حیثیت اختیار کر جاتا ہے جب مقصود رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ کے الفاظ کی لغت تیار کرنا ہو۔ امام شافعیؒ جو بے مثال عالم اور فقیہ ہونے کے علاوہ زبردست ادیب اور لُغوی تھے اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ ''عربی وسیع ترین زبان ہے اور اس کی تمام لغات کا احاطہ نبی ﷺ کے سوا کسی عام آدمی کے بس کا کام نہیں ہے''(۲)۔

عربی "لغات الحدیث" کی ضرورت اور اہمیت

جمہور محدثین کی اصطلاح میں نبی ﷺ کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہا جاتا ہے۔ قول و فعل کا مطلب تو واضح ہے، تقریر کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ کی موجودگی میں کسی شخص نے کوئی کام کیا یا کچھ کہا اور آپ ﷺ نے اس پر نہ انکار کیا نہ اُسے رد کا بلکہ سکوت اختیار فرما کر گویا اس کی توثیق کر دی (۳)۔ حدیث کی اس اصطلاحی تعریف کہ بعد محمد مصطفیٰ ﷺ کے افعال اور تقاریرِ مبارکہ کو سمجھنا اور ان سے اُصول اخذ کرنا قدرے آسان ہو جاتا ہے لیکن کلام نبویؐ کی فصاحت و بلاغت اور گیرائی و گہرائی کو سمجھنا خود عربوں سے عربی زبان کے اعلیٰ شعور کا متقاضی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احادیثِ مبارکہ کے الفاظ کو لغوی اور معنوی اعتبار سے سمجھنے کیلئے عربی زبان میں لغات الحدیث مدون کی گئیں۔ اور اسلامی نظام حیات کے بعض ثانوی اُصول و ضوابط کے استنباط میں علمائے اُمت کے موقف میں جو فرق نظر آتا ہے اُس کی وجہ بھی کلام نبویؐ کی فصاحت و بلاغت اور لغوی و معنوی گہرائی و وسعت ہے، جس کی گنجائش بہر حال کلام نبویؐ میں موجود ہے۔

تہذیب اور زبان دانی میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جیسے جیسے تہذیب میں تغیر آتا جاتا ہے، زبان میں بھی خود بخود تبدیلی ہوتی جاتی ہے۔ قدیم الفاظ اور اسالیب مرتے جاتے ہیں اور جدید الفاظ اور اسالیب اُن کی جگہ لیتے جاتے ہیں۔ لیکن تہذیب ہو یا زبان، وقت کے ساتھ ساتھ جو تبدیلیاں اُن میں ہوتی ہیں، وہ مظاہر تک محدود رہتی ہیں، اُصولوں تک نہیں پہنچتیں۔ اور جب اُصولوں تک پہنچ جاتی ہیں تو پھر نہ تہذیب وہ تہذیب رہتی ہے، نہ زبان وہ زبان (۴)۔ چونکہ اسلامی تہذیب و تمدن کے بنیادی مآخذ قرآن مجید اور احادیث نبویؐ کی زبان عربی ہے لہٰذا اسلامی تہذیب و تمدن کے تحفظ اور بقا کے لئے لغات القرآن اور لغات الحدیث ایک موثر کردار ادا کرتی ہیں۔ علماء اور محدثین کرامؒ نے اِسی ضرورت کے پیش نظر "لغات القرآن" کی ضخیم اور بعض نے مختصر کتب مدون کیں اور "لغات الحدیث" کی مشکلات کو دور کرنے کے لئے تراجم، شروح اور کتب کی طرف توجہ دی۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسانی زبانوں کے تلفظ، ادائیگی، مفہوم اور نئے الفاظ کے اِضافے سے قدیم اور جدید زبان میں فرق پیدا ہو رہا ہے۔ قدیم الفاظ متروک ہو رہے ہیں اور نئے مستعمل ہیں۔ موجودہ زمانے کے عرب معاشروں کی مثال ہمارے سامنے ہے جہاں اب فرانسیسی، انگریزی، اطالوی، انڈونیشی، ہندی، اور دیگر زبانوں کے کئی الفاظ اب عرب عوام کی روزمرہ کی زندگی کے معمولات، مطالعے اور بول چال میں راہ پا چکے ہیں۔ علمی، ادبی، فنی، سائنسی، سیاسی الفاظ و اصطلاحات رواج پا گئی ہیں۔ اِس صورت حال میں رسول اللہ ﷺ کے فرمودات کی حفاظت اور سمجھ کیلئے "لغات الحدیث" پر کتب کی ضرورت اور اہمیت مزید بڑھتی رہے گی۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ عامتہ الناس کو اپنی عملی ضروریات پورا کرنے کیلئے اور عربی زبان کی متوسط استعداد کے حامل افراد کو اپنی علمی ضروریات کی تسکین کیلئے متن حدیث اور اُس کی لُغوی اور معنوی تشریح کی اشد ضرورت ہوتی ہے کیونکہ وہ زبان کی علمی

اور فنی باریک بینیوں سے اچھی طرح واقف نہیں ہوتے۔

برصغیر میں ''علوم الحدیث'' کی خدمت اور اعتراف برصغیر پاک وہند میں علمائے کرام نے علوم الحدیث کی جو خدمت سرانجام دی ہے وہ عالم آشکارا ہے۔ اس خدمت کا اعتراف اور تحسین خود عرب علماء نے کی ہے۔ چند معروف اہل علم کے تاثرات ملاحظہ کیجیے۔ علامہ رشید رضا مصری فرماتے ہیں ''اگر اس زمانے (بیسویں صدی) میں ہمارے ہندی بھائی علم حدیث کی طرف توجہ نہ کرتے تو یہ علم مشرقی ممالک میں زوال سے دوچار ہو جاتا''۔ ماضی قریب کے نامور محدث علامہ ناصر الدین البانی نے مولانا عبدالوہاب خلجی کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے فرمایا ''میرا (علمی) وجود علمائے اہل حدیث ہند کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے''۔ معروف مصری محقق علامہ عبدالعزیز الخولی نے اپنی کتاب'' مفتاح السنۃ'' میں ہندوستان کے علماء کی خدمات حدیث کا برملا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا ''ملت اسلامیہ کی کثرت اور مختلف وطنیت ہونے کے باوجود ان میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے کہ جس نے ہندوستانی مسلمانوں کی طرح حدیث سے تعلق کے تقاضے کو پورا کیا ہو'' (۵)۔

برصغیر پاک وہند میں احادیث مبارکہ کی خدمت کا کام تین جہتوں میں ہوا ہے۔ پہلا کام صحاح ستہ کی شروح اور تراجم کی صورت میں ہوا۔ اِس کے نتیجے میں عربی اور اردو میں نہایت وقیع اور مستند کتابیں وجود میں آئیں جنہوں نے احادیث مبارکہ کی تعلیم وتفہیم اور خصوصاً ''لغات الحدیث'' کی ضرورت کو بڑی حد تک پورا کر دیا۔ دوسرا کام تدوین، حجیت اور حفاظت حدیث کے حوالے سے ہوا جس کا مقصد اس خطے میں ''انکار حدیث'' کے فتنے کا خاتمہ کرنا تھا۔ تیسرا کام اصول حدیث کے حوالے سے ہوا (۶)۔

برصغیر میں اُردو ''لغات الحدیث'' پر ہونے والا کام

ہماری تحقیق کے مطابق اُردو زبان میں ''لغات الحدیث'' پر ہونے والا پہلا اور آخری، جامع اور مبسوط کام علامہ وحید الزمان، متوفی ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء (۷)

نے کیا ہے۔ ''انوار اللغۃ ملقب بہ وحید اللغات'' کے نام سے مرتب کی جانے والی اِس لغت کی ابتدائی پانچ جلدوں کو مطبع احمدی، لاہور نے ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں شائع کیا (۸)۔ پھر علامہ وحید الزمان نے اِس لغت پر نظر ثانی کے دوران اضافے کئے اور ''اسرار اللغۃ الملقب بہ وحید اللغات'' کے نام سے ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء میں بنگلور سے شائع کیا (۹)۔ موجودہ ناشر نے اس کتاب کو ''لغات الحدیث'' کے مختصر نام سے شائع کیا ہے اور کتاب کے وہ مقامات جہاں موضوع تشنہ رہ گیا تھا یا سہواً بعض الفاظ کے معنی وتشریحات نہ ہو سکی تھیں اُن کی ممکنہ تکمیل کرنے کی کوشش کی ہے (۱۰)۔ مولانا عبد الحلیم چشتی کی تحقیق کے مطابق یہ لغت پانچ سال میں مکمل ہوئی (۱۱)۔ اِس لغت اور مؤلف کا تفصیلی تعارف ہم آیندہ سطور میں پیش کریں گے۔

اُردو ''لغات الحدیث'' پر مزید کام کیوں نہیں ہوا؟

۱۹۰۷ء میں نامکمل شکل میں، اور ۱۹۱۶ء میں مکمل ہو کر شائع ہونے والی علامہ وحید الزمان کی کتاب ''لغات الحدیث'' سے پہلے اور بعد میں بھی برصغیر کے علماء اور محققین کی جانب سے اُردو زبان میں ''لغات الحدیث'' کے موضوع پر کام نہیں کیا گیا۔ اِس کی سمجھ میں آنے والی ایک وجہ تو یہ ہے کہ ماضی کہ علماء، اساتذہ اور محققین کو عربی زبان پر عبور حاصل تھا۔ لہٰذا عربی زبان میں موجود عربی شروح اور ''لغات الحدیث'' اُن کی علمی، تدریسی اور تحقیقی ضرورتوں کو پوری کر رہی تھیں۔ دوسری وجہ یہ رہی کہ اُردو زبان میں کتب احادیث کے تراجم اور شروح کی صورت میں مفصل اور مستند کتابیں وجود میں آ گئیں تھیں۔ اِنہوں نے علماء، اساتذہ، محققین اور طلباء کو احادیث مبارکہ کی تعلیم و تفہیم میں خصوصاً اُردو زبان میں ''لغات الحدیث'' کی ضرورت سے مستغنی کر دیا تھا۔ اُردو زبان میں ''لغات الحدیث'' کے موضوع پر مزید کام نہ ہونے کی تیسری وجہ یہ بھی رہی ہو گی کہ لغت نویسی ایسا مشکل اور کٹھن کام ہے جس کے لئے عربی اور اُردو زبان پر قدرت و مہارت، تحقیقی ذہانت، وقت اور مالی وسائل کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہاں یہ بات بھی محل نظر ہے کہ اردو زبان میں علامہ وحید الزمان کی کتاب ''لغات الحدیث'' کی تالیف کا اصل مقصد بھی فریقین اہل سنت اور اہل امامیہ کی احادیث جمع کرنا تھا تا کہ وہ حدیث شریف کے تمام طالبین کو شرح کا کام دے سکے اور جس لفظ کے معنی میں اُن کو اشکال پیدا ہو وہ اِس کتاب میں دیکھ کر اپنا اشکال رفع کر لیں (۱۲)۔ حالانکہ وہ اُردو زبان میں کتب احادیث کی شروح اور تراجم کی صورت میں ہونے والے مستند کام سے بخوبی واقف تھے۔ اگر علامہ کے پیش نظر مذکورہ بالا مقصد نہ ہوتا تو شائد اُردو زبان میں ''لغات الحدیث'' پر کوئی بھی کام نہ ہوا ہوتا۔

کیا اُردو ''لغات الحدیث'' پر مزید کام کی ضرورت ہے؟

برصغیر پاک و ہند کے دینی مدارس کے نصاب میں عموماً حسن بن محمد رضی الدین الصاغانی کی کتاب ''مشارق الانوار'' اور ابو عبداللہ ولی الدین خطیب تبریزی کی کتاب ''مشکوٰۃ المصابیح'' پڑھائی جاتی ہیں جن کی متعدد اُردو شروح اور حواشی لکھی گئی ہیں (۱۳)۔ دینی مدارس میں احادیث مبارکہ کتابی طریقۂ تدریس کے تحت پڑھائی جاتی ہیں۔ دوران تدریس صَرف و نحو پر زور دیا جاتا ہے۔ عربی عبارت کا اُردو ترجمہ یا کسی مقامی زبان میں ترجمہ کر کے مطلب واضح کر دیا جاتا ہے۔ تحریری کام نحوی ترکیب پر کرایا جاتا ہے۔ انشائیہ سوالات و جوابات لکھوائے جاتے ہیں۔ حدیث کی اسناد اور موقع محل سمجھایا جاتا ہے۔ اِس کے علاوہ حدیث سے وابستہ فقہی مسائل اور اُصول بھی سمجھائے جاتے ہیں۔ اِس طریقۂ تدریس کے نتیجے میں تیار ہونے والے آئمہ کرام میں متعدد خوبیوں کے ساتھ ساتھ یہ خامی پیدا ہو گئی ہے کہ ماضی کہ علماء، اساتذہ اور محققین کو عربی زبان پر جو عبور حاصل تھا وہ اِن آئمہ کو نہیں رہا۔ نتیجتاً وہ عربی لغات الحدیث سے کماحقہ استفادہ نہیں کر سکتے۔ غالبًا اِس کمزوری کی ایک وجہ اُمت مسلمہ کی دگرگوں روحانی، سماجی، معاشی اور سیاسی حالت اور

طلب علم کے شوق، اخلاص اور دلچسپی میں کمی ہے۔ لہذا یہ صورت حال اُردو ''لغات الحدیث'' پر مزید کام کرنے کا تقاضا کرتی ہے۔

اُردو زبان میں ''لغات الحدیث'' پر مزید کام کرنے کی ضرورت اِسلئے ہے کیونکہ اِس موضوع پر ''لغات الحدیث'' کے نام سے جامع اور مبسوط کام صرف علامہ وحید الزمان نے کیا ہے۔ لیکن اِس لغت کی اشاعت جدید میں بھی اصلاح کے باوجود ایسی غیر متعلق باتیں موجود ہیں جن کا لغت سے بالواسطہ یا بلاواسطہ کوئی تعلق نہیں ہے اور ضخامت و حجم بھی زیادہ ہے۔ اِس کتاب بہتر بنانے کیلئے مذکورہ بالا حوالوں سے کام کی ضرورت ہے جو اُردو زبان میں ''لغات الحدیث'' پر مزید کام کرنے کی ضرورت کو ثابت کرتی ہے۔ اِس کتاب کا تفصیلی جائزہ ہم آیندہ سطور میں پیش کرینگے۔

علاوہ ازیں، ہماری نظر میں درج ذیل کتب احادیث پر اُردو زبان میں ''لغات الحدیث'' کی مناسبت سے ثانوی حیثیت کا کام ہوا ہے:۔

(۱) کتاب: اربعین نووی (۲) کتاب: اِرشادالطالبین۔ شرح اُردو زادالطالبین (۳) کتاب: انوارِ غوثیہ۔ شرح الشمائل النبویہ (۴) کتاب: بشیر القاری۔ شرح البخاری (۵) کتاب: بندۂ مومن (۶) کتاب: تدبر حدیث۔ شرح مؤطا امام مالکؒ (۷) کتاب: ریاض الصالحین (۸) کتاب: فیوض الباری (۹) کتاب: مظاہر حق۔ شرح مشکوٰۃ المصابیح (۱۰) کتاب: منہاج البخاری۔

تلاش کرنے سے مزید کتب بھی سامنے آسکتی ہیں۔ مذکورہ کتب احادیث میں عربی متن، اردو ترجمہ و تشریح، حل لغات اور الفاظِ حدیث پر لغوی اور معنوی بحث بھی کی گئی ہے۔ لہذا اِن کتب کے علاوہ دیگر کتب کی مدد سے ''لغات الحدیث'' پر نیا کام کیا جاسکتا ہے۔ اُردو زبان میں ''لغات الحدیث'' کے موضوع کی مناسبت سے کئے جانے والے ثانوی حیثیت کے کام کا تفصیلی تعارف ہم آیندہ سطور میں کریں گے۔

تمام اہل علم جانتے ہیں کہ ''غریب الحدیث'' کا علم اُن احادیث مبارکہ سے بحث کرتا ہے جن کے معنی و مفہوم بہت سے لوگوں پر عربی زبان کے بگڑ جانے کی وجہ سے واضح نہیں ہوتے۔ علوم الحدیث کے ماہرین ''غریب الحدیث'' کے علم کو ''لغات الحدیث'' کے دائرے میں شامل نہیں کرتے۔ لیکن ہمارے نزدیک، جوہری اعتبار سے یہ علم بھی ''لغات الحدیث'' کے عنوان سے متعلق ہے کیونکہ اس علم میں الفاظ کے صحیح معنی اور مفہوم سے بحث کی جاتی ہے۔ لہذا اُردو زبان میں ''لغات الحدیث'' پر مزید کام کرنے کے دوران ''غریب الحدیث'' پر کئے جانے والے کاموں سے بھی فائدہ اُٹھانے کی ضرورت ہے۔ اِس موقع پر مناسب ہوگا کہ عربی زبان میں غریب الحدیث علم پر ہونے والے کام کا مختصر تعارف بھی پیش کردیا جائے۔

عربی زبان میں اس علم پر سب سے پہلے ابوعبیدہ معمر بن المثنیٰ بصریؒ (متوفی ۲۱۰ھ/۸۲۵ء) نے ایک مختصر

تصنیف کی۔ پھر ابوالحسن نضر بن شمیل مازنیؒ (متوفی ۲۰۴ھ/۸۱۹ء) نے اِس سے بڑی کتاب لکھی۔ بعد ازاں ابوعبید قاسم بن سلامؒ (متوفی ۲۲۳ھ/۸۳۸ء) نے ایک ایسی کتاب لکھی جس کی تصنیف میں پوری عمر کھپا دی۔ علاوہ ازیں ابن قتیبہؒ (متوفی ۲۷۶ھ/۸۸۹ء) اور پھر زمخشری (متوفی ۵۳۸ھ/۱۱۴۳ء) نے اپنی کتاب الفائق فی غریب الحدیث مرتب کی۔ اس کے بعد مجد الدین المعروف ابن الاثیرؒ (متوفی ۶۰۶ھ/۱۲۰۹ء) نے النھایۃ فی غریب الحدیث والاثر تحریر کی۔ الاُرمویؒ نے نہایہ کا ایک ضمیمہ لکھا۔ امام سیوطیؒ (متوفی ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء) نے اپنی کتاب الدّرالنثیر تلخیص نھایۃ ابن الاثیر میں نہایہ کا خلاصہ تحریر کیا(۱۴)۔

کتاب ''لغات الحدیث'' کے مصنف علاّمہ وحید الزمانؒ کا تعارف

برصغیر پاک و ہند کے علمائے حدیث میں علامہ وحید الزمانؒ کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا کیونکہ اُنہوں نے کئی جہتوں سے علم حدیث کی خدمت کی ہے۔ علامہ کی ولادت ۱۲۶۶ھ/۱۸۵۰ء میں بمقام کانپور ہوئی اور وفات شعبان ۱۳۳۸ھ/مئی ۱۹۲۰ء میں بمقام وقار آباد ہوئی(۱۵)۔ علوم مروجہ کی تعلیم و تربیت اپنے دور کے ممتاز علماء اور اساتذہ سے حاصل کی(۱۶)۔ خاندانی طور پر حنفی المسلک تھے اس لیے اوائل عمر میں حنفی مسلک سے بڑا شغف تھا۔ اِسی بنا پر فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''شرح الوقایہ'' کا ترجمہ اور نہایت مبسوط شرح لکھی۔ اصول فقہ کی مشہور کتاب ''نورالانوار'' کی حدیثوں کی تخریج پر ایک رسالہ لکھا۔ علامہ تفتازانی کی ''شرح العقائد النسفیہ'' کی احادیث کی تخریج کی۔ مگر بعد کے دور میں اپنے برادرِ بزرگ مولانا بدیع الزمان کی صحبت اور حدیث کی کتابوں کے ترجمہ کے بعد غیر مقلد ہو گئے تھے۔ لیکن بعض مسائل میں جمہور اہل حدیث سے اختلاف بھی رکھتے تھے(۱۷)۔ اُن کے بعض تفردات سے شیعی عقائد کے ساتھ ہم آہنگی بھی ظاہر ہوتی تھی۔ اِسی وجہ سے اکابر علمائے اہل حدیث نے اُن سے پُرزور بے زاری کا اظہار کیا(۱۸)۔ علامہ وحید الزمان کی علمی خدمات کا اندازہ اُن کی تصنیفات اور تالیفات سے بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ آپ نے عربی اور اردو زبان میں ۲۶ کتابیں تالیف کیں(۱۹)۔ علامہ وحید الزمانؒ کی ایک بے مثال علمی خدمت اردو زبان میں حدیث کی نہایت جامع اور مبسوط لغت کی تالیف ہے۔ سطورِ ذیل میں اِس عظیم علمی کتاب ''لغات الحدیث'' کا تعارف اور جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

کتاب ''لغات الحدیث'' کا تعارف

ہماری تحقیق کے مطابق اُردو زبان میں لغات الحدیث پر کیا جانے والا منفرد، جامع اور مبسوط کام علامہ وحید الزماں کی تالیف ''اسرار اللغۃ مع انوار اللغۃ الملقب بہ وحید اللغات'' ہے۔ یہ کتاب اس وقت ''لغات الحدیث'' کے مختصر نام سے منظر عام پر ہے۔ اِس کتاب کی ابتدائی پانچ جلدیں مطبع احمدی، لاہور نے ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں ''انوار اللغۃ ملقب بہ وحید اللغات'' کے نام سے شائع کیں(۲۰)۔ پھر علامہ وحید الزمان نے نظر ثانی کے دوران اس میں اضافے کیے اور ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء میں بنگلور سے ''اسرار اللغۃ الملقب بہ وحید اللغات'' کے نام سے اِسے شائع کیا(۲۱)۔ موجودہ

ناشر نے اِس کتاب کو ''لغات الحدیث'' کے مختصر نام سے شائع کیا ہے اور کتاب کے وہ مقامات جہاں موضوع تشنہ رہ گیا تھا یا سہواً بعض الفاظ کے معنی وتشریحات نہ ہو سکی تھیں اُن کی ممکنہ تکمیل کرنے کی کوشش کی ہے (۲۲)۔ مولانا عبدالحلیم چشتی کی تحقیق کے مطابق یہ لغت پانچ سال میں مکمل ہوئی (۲۳)۔

کتاب ''لغات الحدیث'' کا سببِ تالیف

علامہ وحید الزمان کتاب ''لغات الحدیث'' کی تالیف کا سبب اور مقصد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''اب شروع ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء سے باوجود اس کے کہ میں کمال نقاہت اور ضعف پیری اور امراض مختلفہ میں گرفتار تھا لیکن اس پر بھی اوقات کو خالی گزارنا مشکل معلوم ہوا اور بالہام غیبی یہ حکم ہوا کہ ایک کتاب لغات حدیث بزبان اردو مرتب کر اور اِس میں جہاں تک ہو سکے فریقین یعنی اہل سنت اور امامیہ کی حدیثیں جمع کرتا کہ حدیث شریف کے تمام طالبین کو شرح کا کام دے اور جس لفظ کے معنی میں اُن کو اشکال پیدا ہو وہ اِس کتاب میں دیکھ کر اپنا اشکال رفع کریں'' (۲۴)۔ علامہ وحید الزمان کے اِس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے دونوں گروہوں کا احترام کرتے تھے اور اتحاد بین المسلمین کے خواہاں تھے۔ ہمارے اِس موقف کو علامہ کی ایک اور کتاب ''ھدیۃ المھدی من الفقہ المحمدی'' سے مزید تقویت ملتی ہے جس میں علامہ نے اہل حدیث حضرات کے بنائے ہوئے شرک و بدعت کے وسیع دائرے پر تنقید کی ہے اور انہیں غلو اور تشدد سے بچنے اور اعتدال کی راہ اختیار کرنے کی تلقین کی ہے (۲۵)۔ یہاں اس امر کی تذکیر بھی ضروری ہے کہ علامہ وحید الزمان مسلکاً غیر مقلّد تھے لیکن بعض امور میں جمہور اہل حدیث سے اختلاف بھی رکھتے تھے (۲۶)۔

کتاب ''لغات الحدیث'' کے مصادر

کتاب ''لغات الحدیث'' کی تالیف میں مفصلہ ذیل عربی کتب لغت سے مدد لی گئی ہے۔

(۱) النھایۃ فی غریب الحدیث و الاثر۔ ابن الاثیر الجزری

(۲) مجمع البحار الأنوار فی غرائب التنزیل ولطائف الاخبار۔ محمد طاہر پٹنی

(۳) قاموس المحیط (۴) صحاح للجوہری (۵) محیط المحیط (۶) المنتھی الارب

(۷) مجمع البحرین۔ ابن الساعاتی بغدادی (۸) الدّر النثیر فی تلخیص النھایۃ (۹) الغریبین

(۱۰) الفائق۔ زمخشری (۱۱) المغرب (۱۲) شرح النھج العجیب (۱۳) لسان العرب (۲۷)

کتاب ''لغات الحدیث'' کا منہج تدوین

اِس لغت میں علامہ وحید الزماں نے اہل لغت کے مروجہ طریقے کے مطابق مادوں کو حروف تہجی پر ترتیب دیا ہے۔ منہج تدوین بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''اِس کتاب میں ہر لغت کو شروع سطر سے لکھا گیا ہے اور اس پر اعراب بھی دے دیے گئے ہیں تا کہ کم استعداد لوگوں کو مزید آسانی ہو اور ابواب کی تنقیح اس لیے نہیں کی گئی کہ یہ لغت عربی

دانوں کے لیے نہیں ہے۔ ترتیب لغات اس طرح رکھی گئی ہے کہ حرفِ اول کو باب اور حرف ثانی کو فصل مقرر کیا گیا ہے'' (۲۸)۔ ہماری تحقیق کے مطابق اِس لغت میں مؤلف نے ایک لفظ کے جتنے معنی ائمہ لغت نے دئے ہیں ان سب کو نقل کیا ہے۔ حدیث میں جہاں وہ لفظ آیا ہے پورے فقرے کو نقل کیا ہے اور اُس کا ترجمہ اور تشریح بھی کی ہے۔ الفاظ کی صَرفی تعلیل بھی کی گئی ہے۔ بعض مقامات پر حدیث کی تاویل اور توجیہہ بھی ملتی ہے۔ اختلافی مسائل میں ائمہ اربعہ کے مذاہب کا ذکر بھی ملتا ہے۔ اہلِ لغت کی فروگذاشت اور تسامح کا بیان اور اُن پر نقد بھی کی گئی ہے جس کی مثال کتاب کے مقدمے میں بھی ملتی ہے۔ اِس منہج کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:۔

بَدأَ: یہاں طلاق کے موضوع پر فقہی بحث کی گئی ہے۔ (جلد ا، کتاب ''ب'' ص ۲۵)

بَدعَ: یہاں بدعت کے موضوع پر فقہی بحث کی گئی ہے۔ (جلد ا، کتاب ''ب'' ص ۲۹)

خَبثَ: اِس لفظ کی تاویل میں حلال وحرام کی بحث ملتی ہے۔ (جلد ا، کتاب ''خ'' ص ۵)

ھَلُمّہ: اِس لفظ کی صَرفی اور نحوی تحلیل کی گئی ہے۔ (جلد ۴، کتاب ''ہ'' ص ۳۹)

زیر بحث کتاب میں علامہ نے لغت کے عام الفاظ ''محیط المحیط'' سے نقل کئے ہیں۔ حدیث کی لغوی تشریح مجمع البحار الأنوار مؤلفہ علامہ محمد بن طاہر پٹنی (متوفی ۹۸۶ھ/۱۵۷۸ء) سے لی ہے۔ الدر النثیر میں کی گئی النھایۃ ابن الاثیر کی تلخیص بلاکم وکاست اس لغت میں سمودی ہے۔ الفائق زمخشری کا بیشتر حصہ اردو میں منتقل کر دیا ہے۔ ائمہ لغت نے چونکہ احادیث امامیہ کی لغات کے نقل کرنے کا التزام نہیں کیا ہے اس لیے اہل امامیہ کی احادیث کی لغات کو ان ہی کی کتابوں خصوصاً مجمع البحرین ومطلع النیرین مؤلفہ فخر الدین الطریحی النجفی (متوفی ۱۰۸۵ھ/۱۶۷۳ء) سے لیا ہے (۲۹)۔

کتاب ''لغات الحدیث'' کی خصوصیات

کسی بھی لغت کو مرتب کرنا بہت سخت اور کٹھن کام ہے۔ خصوصاً حدیث کی لغت تیار کرنے کے لیے ایک مصنف کو کیسی مشقت کرنی پڑی ہوگی اس کا اندازہ اس کتاب کو دیکھ کر بخوبی ہو جاتا ہے۔ ذیل میں کتاب ''لغات الحدیث'' کی چند خصوصیات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

علامہ وحید الزمان نے اِس موضوع پر جامع اور مکمل کتاب اس ضرورت کو پیش نظر رکھ کر لکھی ہے کہ احادیث کے معانی اور مطالب کے سمجھنے اور حل کرنے میں ہر حیثیت سے مدد دے سکے۔ یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ اِس قسم کی علمی اور تحقیقی تصنیف سے اردو زبان کا دامن یکسر خالی ہے۔ یہ کتاب اِسی مقصد کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے۔ اردو میں اپنی نوعیت اور اپنے انداز کی یہ پہلی کتاب ہے جس کا اندازہ قارئین کتاب کے ہر صفحے سے کر سکیں گے۔ یہ لُغت حالانکہ متوسط افراد کے لیے لکھی گئی ہے لیکن اِعراب لگ جانے کی باعث مبتدی اور منتہی دونوں کے لیے مفید ہے۔ لُغت کا ترجمہ عالمانہ اور بامحاورہ اردو میں کیا گیا ہے جس سے عربی لفظ کا اردو مترادف نہایت آسانی سے مل جاتا ہے جو ترجمہ

کرنے والوں کو سہولت فراہم کرتا ہے۔ الفاظ کی صرفی تعلیلات اور حدیث کی شرح نے کتاب کے معیار کو مزید بڑھا دیا ہے۔کتاب ''لغات الحدیث'' میں حدیث کے لفظ کو سمجھانے کے لیے مؤلف نے قدیم و جدید الفاظ، محاورات کا ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔الفاظ حدیث کو سمجھانے کے لیے مؤلف کتاب نے احادیث، تاریخی واقعات، ذاتی تجربات و مشاہدات سے کام لیا ہے۔اس انداز کو اختیار کرنے کے نتیجے میں بلاد عرب اور ہندوستان کے بعض سماجی و معاشرتی، تاریخی و تمدنی اور معاشی و سیاسی واقعات اور مقامات کی تاریخ بھی محفوظ ہو گئی ہے۔ذیل میں اِن خصوصیات کے چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں:۔

اُبلیٰ: مدینہ کے پاس ایک پہاڑ کا نام ہے (جلد ا، کتاب ''الف'' ص ۸)

اَبوآء: مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک پہاڑ کا نام (جلد ا، کتاب ''الف'' ص ۹)

اَبیَن: ایک گاؤں کا نام (جلد ا، کتاب ''الف'' ص ۸)

بابل: سرزمینِ عراق اور اُس کے شہروں کی تاریخ بیان کی گئی ہے (جلد ا، کتاب ''ب'' ص ٦)

بَحَرٌ: سود کے حوالے سے سماجی اور معاشی مسائل پر گفتگو کی ہے (جلد ا، کتاب ''ب'' ص ۲۱)

زَربٌ: حیدر آباد دکن کے شاہی اور سماجی نظام کے منظر نامہ پر تبصرہ (جلد ۲، کتاب ''ز'' ص ۱۳)

کاظمین: بغداد اور کربلا کے درمیان ایک بستی (جلد ۴، کتاب ''ک'' ص ٦۱)

خَترٌ: برِصغیر ۱۸۵۷ء کے تاریخی واقعات بیان کئے گئے ہیں (جلد ا، کتاب ''خ'' ص ۱۲)

نزول: حجاج بن یوسف اور عبداللہ بن زبیر کی جنگ کا واقعہ بیان کیا ہے (جلد ۴، کتاب ''ن'' ص ۵۱)

یہ لغت نہ صرف عام اردو داں طبقے کے لیے مفید ہے بلکہ اپنی جامعیت کی وجہ سے اہل علم کے لیے بھی متعدد لغات سے استغناء کا باعث بن گئی ہے۔اس لحاظ سے علامہ وحید الزمان کا یہ اردو زبان میں منفرد عظیم الشان کارنامہ ہے۔

کتاب ''لغات الحدیث'' کے تسامحات

اس لغت میں ایسی غیر متعلق باتیں بھی آگئی ہیں جن کا لغت سے بالواسطہ یا بلاواسطہ کوئی تعلق نہیں ہے۔ حالیہ اشاعت میں ان غیر ضروری باتوں کو حذف کر دیا گیا ہے جس سے کتاب کی افادیت میں تو کوئی کمی نہیں آئی البتہ ضخامت اور حجم کتاب میں کمی واقع ہوگئی ہے جو طباعتی نقطہ نظر سے بہت مفید ہے۔لیکن ہماری نظر میں اب بھی لغت کی اس کتاب میں خاصی چیزیں غیر متعلق ہیں۔اگر ان کو بھی حذف کر دیا جائے۔تو کتاب کی افادیت کو نقصان پہنچے بغیر ضخامت میں مزید کمی واقع ہو سکتی ہے۔ذیل میں اِس قسم کے چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں:۔

ثَلثٌ:۔۔۔مولانا بشیر الدین قنوجی جو میرے شیخ تھے حافظ سے یہ کہہ دیتے تھے کہ ختم کے وقت قل ھو اللہ احد کو بھی ایک ہی بار پڑھو اور تین بار پڑھنے کو بدعت کہتے تھے۔میں کہتا ہوں کہ اس میں کوئی قباحت نہیں ہے کیونکہ۔۔۔(جلد ا،

کتاب ''ت وث'' ص ۴۵)

جنّ : یہاں جنوں کے حوالے سے طویل بحث کی ہے۔مثلاً ناقل ہیں۔۔۔میرے بھائی نے ایک مسلمان جن سے ایک حدیث سنی تھی جس نے وہ حدیث آنحضرت ﷺ سے سنی تھی۔۔۔ ہمارے شیخ حافظ عبدالعزیز صاحب مرحوم محدث لکھنوی بیان کرتے تھے کہ اُن کے پاس ایک جن حدیث پڑھنے کو آیا کرتے تھے۔۔۔ (جلد ۱، کتاب ''ج'' ص ۱۱۴)

ختّر : یہاں، برِصغیر کے سیاسی واقعات بیان کرتے ہیں۔ نانا راؤ، تانتیا توپی اور نواب سراج الدولہ حاکم بنگالہ کے زمانے میں ہونے والی کی عہد شکنی اور دشمن کے غلبہ کے واقعات کو بیان کیا ہے۔ (جلد ۱، کتاب ''خ'' ص ۱۲)

ذَرعٌ : ۔۔۔مترجم کہتا ہے، میں تو ہمیشہ دست یا گردن ہی کا گوشت کھاتا ہوں اور ران کا گوشت مجھ کو بالکل پسند نہیں ہے۔۔۔ بعض لوگ ران کا گوشت پسند کرتے ہیں۔اللہ نے مختلف طبائع کے لوگ بنائے ہیں۔ (جلد ۲، کتاب ''ذ'' ص ۱۳)

جلّ : یہاں اپنے خاندان کا ایک وردعام مسلمانوں کے لئے بیان کیا ہے۔ (جلد ۱، کتاب ''ج'' ص ۸۰)

صنعٌ : اس مقام پر لوگوں کے ساتھ اپنے حسنِ سلوک کے صلے میں بدسلوکی اور مالی نقصانات کا ذکر کیا ہے۔ (جلد ۲، کتاب '' ص'' ص ۱۰۳)

عَرفٌ : یہاں پر ابوذر غفاریؓ، امام جعفر صادقؒ، معروف کرخیؒ کے اقوال، واقعات اور دینی مسائل بیان کیے ہیں۔ (جلد ۳، کتاب ''ع'' ص ۸۷۔۸۴)

اِن کمزوریوں کے باوجود بھی علامہ وحید الزمان کی کتاب ''لغات الحدیث'' موجودہ زمانے میں بہت اہمیت کی حامل ہے کیونکہ اِس زمانے کہ علماء، اساتذہ، طلباء اور محققین کو عربی زبان پر وہ قدرت وعبور حاصل نہیں ہے جو سلف کو تھی۔لہٰذا وہ عربی زبان میں موجود ''لغات الحدیث'' سے کماحقہ اپنی علمی، تدریسی اور تحقیقی ضرورتوں کو پورا نہیں کر پاتے ہیں۔ علامہ وحید الزمان کی کتاب ''لغات الحدیث'' نے یہ ضرورت پوری کر دی ہے۔

اُردو زبان میں ''لغات الحدیث'' پر ہونے والے ثانوی حیثیت کے کام

برصغیر پاک وہند میں علمائے کرام نے ''علوم الحدیث'' کے میدان میں جو خدمت سرانجام دی ہے اُس میں صحاح ستہ کی عربی اردو شروح اور تراجم کو بہت اہم کام شمار کیا جاتا ہے۔ اِس عظیم کام کے نتیجے میں اردو زبان میں جو کتابیں وجود میں آئیں اُنہوں نے احادیث مبارکہ کی تعلیم و تفہیم اور خصوصاً ''لغات الحدیث'' کی ضرورت کو کافی حد تک پورا کر دیا۔ ہماری نظر میں احادیث مبارکہ پر ہونے والے اِن کاموں کو اُردو زبان میں ''لغات الحدیث'' کے موضوع کی مناسبت سے کیے جانے والے ثانوی حیثیت کے کاموں میں شمار کیا جانا چاہیے۔ سطور ذیل میں اُن کاموں کا مختصر تعارف حروف تہجی کی ترتیب سے پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ کتاب: اربعین نووی

اردو زبان میں لغات الحدیث پر ثانوی حیثیت کا کام امام محی الدین ابی زکریا بن شرف الدین نوویؒ (متوفی ۶۷۶ھ/۱۲۷۷ء) کی منتخب کردہ احادیث کے عربی مجموعے اربعین نووی پر ہوا ہے۔ یہ کتاب پاکستانی جامعات کے نصاب میں شامل ہے۔ طلبہ کی نصابی ضرورت کے پیش نظر اس کتاب کو مختلف افراد نے شائع کیا ہے۔ جس میں احادیث کا عربی متن، اردو ترجمہ، تشریح اور حل لغات شامل ہیں۔ پہلی مثال، حافظ نذر احمد اور مولانا عزیز زبیدی کی مشترک اُردو تالیف اربعین نووی ہے۔ اِس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲ء میں شائع ہوا(۳۰)۔ دوسری مثال، مولانا قاری محمد عارف اور مولانا حافظ قاری فیوض الرحمٰن کی اُردو کاوش اربعین نووی ہے جو پہلی مرتبہ ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء میں شائع ہوئی(۳۱)۔ ہماری نظر میں اِس کتاب کو اُردو زبان میں ''لغات الحدیث'' پر ہونے والے ثانوی حیثیت کے کام میں شامل کیا جاسکتا ہے کیونکہ اس میں الفاظِ حدیث پر لغوی بحث بھی موجود ہے۔

۲۔ کتاب: اِرشادالطالبین۔شرح اُردو زادالطالبین

تین سو اُنتیس احادیث مبارکہ پر مشتمل کتاب ''زادالطالبین'' مولانا عاشق الٰہی البرنی کی عربی تالیف ہے ۔ یہ کتاب فن علم حدیث سے تعلق رکھتی ہے اور دینی مدارس کے درجہ ثانیہ کے نصاب میں شامل ہے جس کا مقصد طلباء کو علم صرف ونحو کی مہارت اور علم ادب سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ جامعہ اشرفیہ لاہور کے مدرس مولانا محمد عتیق الرحمٰن صاحب نے اِس کتاب کی ہر حدیث مبارکہ کا ترجمہ، تشریح، تخریج، تحقیق لغوی، صرفی اور ترکیب کو سادہ اور اچھے انداز سے تحریر کیا ہے اور اِس کتاب کا نام ''اِرشاد الطالبین۔شرح اُردو زاد الطالبین'' رکھا ہے۔ اِسے مکتبہ اسلامیہ، چارسدہ نے اپریل ۱۹۹۵ء میں دوسری مرتبہ شائع کیا ہے(۳۲)۔ اِس کتاب میں دیگر خوبیوں کے علاوہ مشکل الفاظِ حدیث پر لغوی و صرفی تحقیق کی ہے۔ لہذا ہماری نظر میں یہ کتاب بھی ''لغات الحدیث'' کے موضوع پر ہونے والے ثانوی حیثیت کے کام میں شامل ہے۔

۳۔ کتاب: انوارِ غوثیہ۔شرح الشمائل النبویہ

یہ کتاب ''شمائل الترمذی'' کا اردو ترجمہ اور شرح ہے جسے مولانا محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے مدون کیا ہے۔ ''شمائل ترمذی'' کے مکمل متن، ترجمہ وشرح پر مشتمل اور مستند عربی شروح کی روشنی میں لکھی گئی ہے۔ کتاب عالمانہ ہی نہیں عارفانہ بھی ہے اور اصلاح وہدایت کا سامان بھی لیے ہوئے ہے۔ اِس میں مختلف احادیث کی روشنی میں فقہی مسائل اور طبی نکات بھی نکالے گئے ہیں۔ راویوں کے حالات حواشی میں لکھے گئے ہیں۔ کتاب کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ مشکل عربی لغات کو حل کیا گیا ہے تاکہ عربی اور اردو دان طبقہ مستفید ہوسکے۔ ایک جلد پر مشتمل یہ شرح تاریخی، سوانحی، لغوی، لسانی ہر پہلو سے ممتاز ہے۔ کتاب کا پہلا ایڈیشن عظیم پبلشنگ ہاؤس، خیبر بازار پشاور نے ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء نے

اور دوسرا ایڈیشن ضیاالدین پبلیکیشنز، کراچی نے شائع کیا ہے۔تاریخ اشاعت درج نہیں ہے(۳۳)۔چونکہ اِس کتاب میں الفاظِ حدیث کی لغوی تحقیق کا پہلو موجود ہے اِس لیے ہماری نظر میں یہ کتاب بھی ''لغات الحدیث'' کے موضوع پر ہونے والے ثانوی حیثیت کے کام میں شامل ہے۔

۴۔کتاب: بشیر القاری۔شرح البخاری

بخاری شریف کی تفہیم وتشریح پر مشتمل یہ کتاب ''بشیر القاری شرح البخاری'' غلام جیلانی میرٹھی کی تالیف ہے۔ایک جلد پر مشتمل یہ کتاب نامکمل ہے۔اسے مکتبہ ضیاء السنہ، لاہور نے شائع کیا ہے۔تاریخ اشاعت درج نہیں ہے۔کتاب احادیث کے عربی متن اور سلیس اردو ترجمے سے مزین ہے۔مؤلف نے احادیث کی شرح اِس طرز پر کی ہے: باب اللغہ، باب النحو، باب المعانی، باب البیان، باب البدیع، باب الاحکام، باب التصوف۔چونکہ اِس کتاب میں الفاظ حدیث کی لغوی تحقیق کا پہلو موجود ہے اِس لیے ہماری نظر میں یہ کتاب بھی ''لغات الحدیث'' کے موضوع پر ہونے والے ثانوی حیثیت کے کام میں شامل ہے(۳۴)۔

۵۔کتاب: بندۂ مومن

اِس کتاب میں کو دورِ حاضر کے اخلاقی مسائل کو مدنظر رکھ کر احادیث مبارکہ کو مرتب کیا گیا ہے۔مصنف نے ۹۹ عنوانات کے تحت احادیث منتخب کی ہیں۔کتاب میں احادیث کا عربی متن اور اُن کا سلیس اردو ترجمہ کیا گیا ہے۔مشکل عربی الفاظ کی لغوی تشریح اور آخر میں حدیث کی تشریح کی گئی ہے۔یہ امر حیران کن ہے کہ اِس کتاب کے مصنف یا مرتب کا نام کہیں موجود نہیں ہے۔۶۶۹ صفحات پر مشتمل یہ کتاب ''تاج کمپنی'' نے ۱۹۵۹ء میں شائع کی(۳۵)۔چونکہ اِس کتاب میں الفاظِ حدیث کے لغوی معنی اور ان کے مطالب کو مثالوں کے ذریعے سمجھایا گیا ہے اِس لیے ہماری نظر میں یہ کتاب ''بندۂ مومن'' بھی لغات الحدیث پر ہونے والے ثانوی حیثیت کے کام میں شامل ہے۔

۶۔کتاب: تدبر حدیث۔شرح مؤطا امام مالکؒ

حدیث کی مشہور عالم کتاب ''مؤطا امام مالک'' ابو عبداللہ مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر (متوفی ۱۷۹ھ/۷۹۵ء) کی تالیف ہے۔کتاب ''تدبرِ حدیث'' دراصل ''مؤطا امام مالک'' کے منتخب ابواب کی شرح ہے۔یہ کتاب مولانا امین احسن اصلاحیؒ (متوفی ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء) کے اُن دروس پر مبنی ہے جو اُنہوں نے ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء کی دہائی میں اپنے قائم کردہ ادارے ''اِدارہ تدبر قرآن وحدیث'' میں دیے تھے۔مولانا کے معاونین (خالد مسعود اور سعید احمد) نے ان دروس کو ٹیپ سے قرطاس کی زینت بنایا ہے۔یہ کتاب ادارہ تدبر قرآن لاہور سے ۱۴۰۲ھ/۲۰۰۰ء میں شائع ہوئی ہے۔مولانا امین احسن اصلاحیؒ کی تالیف ''تدبرِ حدیث'' کتاب ''مؤطا امام مالکؒ'' کے درجِ ذیل منتخب ابواب پر مشتمل ہے:۔کتاب الزکوۃ، کتاب البیوع، کتاب القراض، کتاب المساقاۃ، کتاب کراء

الارض، کتاب الشفعہ ، کتاب الاقضیہ، کتاب الحدود، کتاب الاشربہ، کتاب العقول، کتاب القسامہ، کتاب الجامع(۳۶)۔

کتاب ''تدبرِ حدیث'' میں نے مولانا امین احسنؒ اصلاحیؒ نے احادیث کی وضاحت کرتے ہوئے متعدد الفاظِ حدیث کے معنی اوران کے مطالب کو مثالوں کے ذریعے سمجھایا ہے۔لغات الحدیث کے حوالے سے ہونے والے ثانوی کام میں کتاب ''تدبرحدیث'' کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے کیونکہ اس کتاب میں بھی الفاظِ حدیث پر لغوی اور معنوی بحث کی گئی ہے۔

۷۔کتاب: ریاض الصالحین (مترجم)

یہ کتاب امام محی الدین ابی زکریا بن شرف الدین نوویؒ (متوفی ۶۷۶ھ/۱۲۷۷ء) کی شہرہ آفاق تصنیف ہے۔کتاب ''ریاض الصالحین'' کا اُردو ترجمہ مولانا خلیل الرحمٰن نعمانی نے کیا ہے اور اِسے ''دارالاشاعت کراچی'' سے شائع کیا گیا ہے(۳۷)۔کتاب ریاض الصالحین کے مصنف امام نوویؒ نے یہ کتاب عام مسلمانوں کی زندگی سنوار نے کے لیے تصنیف کی ہے۔اس کتاب میں روزمرہ زندگی سے متعلق احادیث کو جمع کیا ہے اور پھر عنوانات قائم کیے ہیں۔ پھر اُن عنوانات سے متعلق آیات قرآنی اور احادیثِ صحیحہ کو مع حوالۂ کتب درج کیا ہے۔لغات الحدیث کے کام کے حوالے سے اِس کتاب کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ امام نوویؒ نے اِس کتاب میں حدیث کے مشکل الفاظ کے معنی اور مطالب بھی حسبِ موقع بیان کیے ہیں۔لہذا کتاب ''ریاض الصالحین'' بھی ''لغات الحدیث'' پر ہونے والے ثانوی حیثیت کے کام میں شمولیت کے قابل ہے۔

۸۔کتاب: فیوض الباری

بخاری شریف کی تفہیم و ترجمانی پر مشتمل یہ کتاب ''فیوض الباری'' علامہ سید محمد احمد رضوی کی تالیف ہے۔سات جلدوں پر محیط یہ کتاب ابھی تک نامکمل ہے۔اسے مکتبہ رضوان لاہور نے شائع کیا ہے۔مؤلف نے اِس کتاب میں احادیث مبارکہ کا اردو لفظی ترجمہ، الفاظ حدیث کی حسب ضرورت لغوی تحقیق، مسائل واحکام بیان کیے گئے ہیں(۳۸)۔چونکہ اِس کتاب میں الفاظِ حدیث کی لغوی تحقیق کا پہلو موجود ہے اِس لیے ہماری نظر میں یہ کتاب بھی لغات الحدیث پر ہونے والے ثانوی حیثیت کے کام میں شامل ہے۔

۹۔کتاب: مظاہر حق شرح مشکوٰۃ المصابیح (جدید)

چھ ہزار سے زائد احادیث مبارکہ پر مشتمل کتاب ''مشکوٰۃ المصابیح'' علامہ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب العمری التبریزی متوفی ۷۴۰ھ یا ۷۴۸ھ کی عربی تالیف ہے جو حدیث کی بنیادی کتاب سمجھی جاتی ہے۔کتاب ''مظاہر حق شرح مشکوٰۃ المصابیح'' علامہ نواب محمد قطب الدین خان دہلوی کی اُردو تالیف ہے جو حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی کے نواسے اور اُن کے جانشین شاہ محمد اسحاق دہلوی کے خاص شاگرد ہیں۔دراصل یہ کتاب حضرت شاہ محمد اسحاق

دہلوی کے اُردو ترجمۂ مشکوٰۃ المصابیح اور شیخ عبدالحق محدّث دہلوی کی عربی شرح مشکوٰۃ المصابیح ''لمعات التنقیح'' کا اردو خلاصہ ہے۔ اِس کتاب میں دیگر خوبیوں کے علاوہ مشکل الفاظِ حدیث کی توضیح پھر اُس پر علمی و تحقیقی گفتگو کی گئی ہے لہٰذا یہ کتاب بھی ''لغات الحدیث'' کے موضوع پر ثانوی حیثیت کے کام میں شامل ہے(۳۹)۔

۱۰۔ کتاب: منہاج البخاری

بخاری شریف کی تفہیم و تشریح پر مشتمل یہ کتاب ''منہاج البخاری'' علامہ معراج الاسلام کی تالیف ہے۔ دو جلدوں پر محیط یہ کتاب ابھی تک نامکمل ہے۔ اسے منہاج القرآن لاہور نے شائع کیا ہے۔ کتاب میں احادیث کا عربی متن اور اُن کا سلیس اردو ترجمہ کیا گیا ہے۔ مؤلف نے احادیث مبارکہ کی شرح میں مشکل الفاظ کی تشریح و توضیح اور محاورہ و لغت کے تناظر میں اِس کی تفہیم کی طرف عنوانات کی شکال میں بطور خاص توجہ دی ہے تاکہ طلباء اور عام قارئین علیٰ وجہ البصیرت الفاظ کے معانی اور اُن کی گہرائی سے آگاہ ہوں اور اُن کا علم رٹہ بازی تک محدود نہ رہے۔ قاری کے اطمنان کے لیے حسب ضرورت بعض مقامات پر احادیث کی مکمل شرح و وضاحت کے لیے پورے پس منظر کو پیش کیا ہے(۴۰)۔ چونکہ اِس کتاب میں الفاظِ حدیث کی لغوی تحقیق کا پہلو موجود ہے اِس لیے ہماری نظر میں یہ کتاب بھی ''لغات الحدیث'' کے موضوع پر ہونے والے ثانوی حیثیت کے کام میں شامل ہے۔

حرفِ اختتام

اُردو زبان میں'' لُغات الحدیث'' پر ہونے والے کام کا جائزہ لینے کے بعد یہ نتائج سامنے آتے ہیں:۔

۱۔ لغات الحدیث پر اُردو زبان میں کیا جانے والا منفرد اور جامع ترین کام علامہ وحید الزمان کی تالیف ''لغات الحدیث'' ہے۔ اِس کتاب کے منتخب ابواب کو قدیم اور جدید تعلیم مدارس کے نصاب میں شامل کیا جانا چاہئے اور حوالہ جاتی کتب کی فہرست میں شامل کرنے کے ساتھ اِس کے نسخے لائبریری میں موجود ہونے چاہئیں۔

۲۔ لغات الحدیث مرتب کرنا بلاشبہ ایک مشکل کام ہے مگر اِس کے باوجود بھی اُردو زبان میں لغات الحدیث پر مزید کام کرنے کی ضرورت موجود ہے۔ لہٰذا علامہ وحید الزمان کی تالیف ''لغات الحدیث'' اور اِس مقالے میں مذکورہ دس کتب احادیث جو اُردو زبان میں ''لغات الحدیث'' پر ہونے والے ثانوی حیثیت سے بہت مفید ہیں، اِن کے ساتھ غریب الحدیث کے کام کو سامنے رکھ کر جدید لغات الحدیث مرتب کی جانی چاہئیں۔

۳۔ اُردو زبان میں ''لغات الحدیث'' پر جدید کام کرنے کے سلسلے میں ہماری جامعات کو ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر لغات الحدیث مرتب کروانے کا کام کرنا چاہئے۔ اِس سلسلے میں بڑے اشاعتی ادارے بھی اپنے طور پر اِس کام کو کروا کر اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

۴۔ اُردو زبان میں لکھی جانے والی وہ شروح جن میں الفاظ احادیث کی لغوی بحث موجود ہے اُنہیں ''لغات الحدیث''

پر ہونے والے ثانوی حیثیت کے کام میں شمار کیا جانا چاہئے کیونکہ وہ احادیث کو زیادہ بہتر طور پر سمجھنے اور لغوی مشکلات کو حل کرتی ہیں۔

۵۔ غریب الحدیث کے علم پر کی جانے والی تالیفات بھی لغات الحدیث کے زمرے میں ہی شمار کی جانی چاہئیں کیونکہ وہ احادیث مبارکہ کو زیادہ بہتر طور پر سمجھنے اور حدیث کی لغوی مشکلات کو حل کرتی ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ گوپی چند نارنگ، ''لغت نویسی کے مسائل'' ماہنامہ کتاب نما، جامعہ نگر نئی دہلی، جلد ۲۵ ضمیمہ شمارہ نمبر ۹، ستمبر ۱۹۸۵، ص ۲۰

۲۔ مولانا مفتی محمد شفیع، ''المعجم''، دارالاشاعت، کراچی، ۱۹۷۴، ص ۱۷

۳۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ''مشکوٰۃ شریف مترجم'' مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور، ت ن، دیکھئے: مقدمہ در مصطلحاتِ حدیث

۴۔ اُردو سائنس بورڈ، ''گھریلو انسائیکلوپیڈیا''، مرتبہ عملۂ ادارت، اُردو سائنس بورڈ، ۲۹۹۔ اپر مال، لاہور، طباعت دوئم، ۱۹۸۸، ص ۷۴۳

۵۔ ارشاد الحق تھانوی، ''پاک و ہند میں علمائے اہل حدیث کی خدمات'' ادارۃ العلوم الاثریہ، فیصل آباد، طباعت دوئم، نومبر ۲۰۰۱، ص ۶۶

۶۔ ڈاکٹر سہیل حسن ''معجم اصطلاحات حدیث'' ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۳، ص ۴۱۔۴۲

۷۔ اس مقالے میں ہجری اور عیسوی تاریخوں کی مطابقت کو ظاہر کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں سے مدد لی گئی ہے:۔

(۱) ''جوہر تقویم'' ضیاالدین لاہوری، ادارۂ ثقافت اسلامیہ لاہور ۱۹۹۴

(۲) ''تقویم تاریخی'' عبدالقدوس ہاشمی، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۱۹۸۷

۸۔ علامہ وحید الزمان، ''لغات الحدیث'' میر محمد، کتب خانہ مرکز علم وادب، آرام باغ، کراچی، ت ن، دیکھئے: مقدمہ مؤلف

۹۔ مولانا محمد عبدالحلیم چشتی، ''حیات وحید الزماں'' ناشر: نور محمد، اصح المطابع وکارخانہ تجارت کتب، آرام باغ، کراچی، ۱۹۵۷ء ص ۱۴۹

۱۰۔ علامہ وحید الزمان، حوالۂ مذکورہ، دیکھئے: عرض ناشر ص ۵

۱۱۔ مولانا محمد عبدالحلیم چشتی، حوالۂ مذکورہ، ص ۱۴۹

۱۲۔ علامہ وحید الزمان، حوالۂ مذکورہ، دیکھئے: مقدمہ مؤلف

۱۳۔ شاہ معین الدین احمد ندوی ''مقالات سلیمان''، نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد، ج ۲، ص ۴۔۵

۱۴۔ ڈاکٹر صبحی صالح ''علوم الحدیث'' ترجمہ: غلام احمد حریری، ملک سنز پبلشرز، فیصل آباد، پانچواں ایڈیشن ۱۹۹۷، ص ۱۴۸

۱۵۔ مولانا محمد عبدالحلیم چشتی، حوالۂ مذکورہ، دیکھئے: علامہ وحید الزمان کے حالات زندگی، ص ۱۱، ۱۵، ۸۳

۱۶۔ حوالہ بالا، دیکھئے: علامہ وحید الزمان کی تعلیم وتربیت کن علماء نے کی، ص ۱۴، ۱۷، ۲۱، ۲۳

۱۷۔ حوالہ بالا، ص ۱۰۱

۱۸۔ ارشاد الحق تھانوی، ''پاک و ہند میں علمائے اہل حدیث کی خدمات'' ادارۃ العلوم الاثریہ فیصل آباد، نومبر ۲۰۰۱، ص ۸۰

۱۹۔ مولانا محمد عبدالحلیم چشتی، حوالۂ مذکورہ، دیکھئے: علامہ وحید الزمان کی تصنیفات و تالیفات، باب ہفتم

۲۰۔ علامہ وحید الزمان، حوالۂ مذکورہ، دیکھئے: مقدمہ مؤلف

۲۱۔ مولانا محمد عبدالحلیم چشتی، حوالۂ مذکورہ، ص ۱۴۹

۲۲۔ علامہ وحید الزماں، حوالۂ مذکورہ، عرض ناشر، ص ۵

۲۳۔ مولانا محمد عبدالحلیم چشتی، حوالۂ مذکورہ، ص ۱۴۹

۲۴۔ علامہ وحید الزماں، حوالۂ مذکورہ، دیکھئے: مقدمہ مؤلف

۲۵۔ مولانا محمد عبدالحلیم چشتی، حوالۂ مذکورہ، ص ۱۴۲

۲۶۔ حوالۂ بالا، ص ۱۰۰

۲۷۔ علامہ وحید الزمان، حوالۂ مذکورہ، دیکھئے: مقدمہ مؤلف

۲۸۔ حوالۂ بالا، دیکھئے: مقدمہ مؤلف

۲۹۔ مولانا محمد عبدالحلیم چشتی، حوالۂ مذکورہ، ص ۱۵۳

۳۰۔ امام محی الدین ابی زکریا بن شرف الدین نوویؒ، ''اربعین نووی'' ترجمہ: حافظ نذر احمد اور مولانا عزیز زبیدی، علمی کتاب خانہ، اردو بازار لاہور، دوسرا ایڈیشن ۱۹۵۴

۳۱۔ امام محی الدین ابی زکریا بن شرف الدین نوویؒ، ''اربعین نووی'' مع ترجمہ و تشریح، تالیف: مولانا قاری محمد عارف اور مولانا حافظ قاری فیوض الرحمٰن، پاکستان بک سنٹر، لاہور، جون ۱۹۷۱

۳۲۔ محمد عتیق الرحمٰن ''ارشاد الطالبین۔ شرح اُردو زاد الطالبین'' مکتبہ اسلامیہ، چارسدہ، طبع ثانی، اپریل ۱۹۹۵

۳۳۔ مولانا محمد امیر شاہ قادری گیلانی، ''انوارِ غوثیہ۔ شرح الشمائل النبویہ''، عظیم پبلیشنگ ہاؤس، خیبر بازار پشاور، ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء اور ضیاالدین پبلیکیشنز، کراچی، ت ن

۳۴۔ غلام جیلانی میرٹھی، ''بشیر القاری شرح البخاری''، مکتبہ ضیاء السنہ، لاہور، ت ن

۳۵۔ تاج کمپنی لمیٹڈ، لاہور/کراچی، ۱۹۵۹، کتاب: ''بندۂ مومن''

۳۶۔ مولانا امین احسن اصلاحی، ''تدبرِ حدیث، شرح مؤطا امام مالکؒ'' (منتخب ابواب) ادارہ تدبرِ قرآن، لاہور، ۲۰۰۰، دیکھئے: پیش لفظ

۳۷۔ امام محی الدین ابی زکریا بن شرف الدین نوویؒ ''ریاض الصالحین'' ترجمہ: مولانا خلیل الرحمٰن نعمانی، دارالاشاعت، کراچی، ت ن

۳۸۔ علامہ سید محمد احمد رضوی، ''فیوض الباری''، مکتبہ رضوان، لاہور، ۱۹۹۹

۳۹۔ علامہ نواب محمد قطب الدین خان دہلوی، ''مظاہر حق شرح مشکوٰۃ المصابیح'' (جدید) تزئین و ترتیب: مولانا عبداللہ جاوید غازی پوری، دارالاشاعت، کراچی نمبر ۱، ۱۹۹۴

۴۰۔ علامہ معراج الاسلام، ''منہاج البخاری''، ادارہ منہاج القرآن، لاہور، ۲۰۰۰

جناب محمد یونس میو*

خلافت فاروقی میں اقلیتوں کے حقوق ومراعات

اگر یہ پوچھا جائے کہ انسانی ہئیت اجتماعیہ کے لئے حکومت کی ضرورت کیوں ہے تو اس کا ایک ہی جواب ہوسکتا ہے کہ اور وہ یہ کہ حکومت کی ضرورت عدل کے لئے ہے اور کسی بھی حکومت کے عدل ومساوات کو جانچنے (کیلئے) کا سب سے بڑا معیار یہ ہے کہ غیر قوموں کی اقلیتوں کے ساتھ اس کا طرز عمل کیا ہے؟ اور ان کو اس حکومت میں کیا حقوق اور مراعات حاصل ہیں۔ اس معیار سے فاروقیؓ عہد عدل ومساوات کا نمونہ تھا حضرت عمرؓ نے غیر مسلم رعایا کو جو حقوق دیئے اس کا مقابلہ اگر اس زمانے کی دیگر سلطنتوں سے کیا جائے تو کسی طرح کا تناسب نہ ہوگا۔

کسی بھی قوم کے حقوق کو چار عنوانات کے ذیل میں بیان کیا جاسکتا ہے جان' مال' عزت وآبرو' اور مذہب ان کے علاوہ جتنے حقوق ہوتے ہیں وہ سب انہی کے ماتحت ہیں۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں غیر مسلموں کو یہ حقوق حاصل تھے۔ مفتوحہ اقوام سے جو رعایا ہوئے وہ اس حقیقت پر شاہد ہیں۔ ۱۶ ہجری ۶۳۷ء میں بیت المقدس کا معاہدہ حضرت عمر کی موجودگی میں آپ ہی کے الفاظ میں تحریر ہوا تھا۔ علامہ جریر طبری نے اپنی تاریخ میں اس کو مفصل بیان کیا ہے؟ فاروق اعظم کے الفاظ یہ تھے۔

''یہ وہ امان ہے جو خدا کے غلام ''امیر المومنین'' نے (ایلیا) کے لوگوں کو دی۔ یہ امان ان کی جان' مال' گرجا' صلیب' تندرست' بیمار اور ان کے تمام مذہب والوں کے لئے ہے۔ اسی طرح کہ ان گرجوں میں سکونت نہ کی جائے گی نہ وہ ڈھائے جائیں گے نہ ان کو اور ان کے احاطہ کو کچھ نقصان پہنچایا جائے گا۔ نہ ان کی صلیبوں اور ان کے مال میں کچھ کمی کیجائے گی' مذہب کے بارے میں ان پر جبر نہ کیا جائے گا۔ نہ ان میں سی کسی کو نقصان پہنچایا جائے گا''

اس معاہدے پر حضرت عمرؓ کے علاوہ بڑے بڑے صحابہؓ نے دستخط ثبت فرمائے۔ جرجان کی فتح کے وقت جو معاہدہ رقم ہوا اس میں یہ الفاظ قابل ملاحظہ ہیں:

---

* اسسٹنٹ پروفیسر۔ گورنمنٹ کالج آف کامرس' ڈسکہ

''ان کی جان، مال اور مذہب وشریعت کو امان ہے۔ اور اس میں سے کسی شے کو تغیر نہیں کیا جائے گا''

آذر بائیجان اور موقان کے معاہدات میں بھی جان، مال اور مذہب کے تحفظ کے بارے میں ایسی ہی تحریرات پائی جاتی ہیں۔

حضرت عمرؓ اپنے عمال کو ان معاہدوں کی پابندی کی تاکید لکھتے رہتے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ فاتح شام کو لکھا۔

''مسلمانوں کو ذمیوں (اقلیتوں) پر ظلم کرنے، ان کو نقصان پہنچانے اور بے وجہ ان کا مال کھانے سے روکو اور ان سے جو شرطیں طے کی گئی ہیں ان کو پوری کرو۔ شاہ ولی اللہ نے ''ازالہ الخفاء'' میں حضرت عمرؓ کے اس وصیت نامہ کا ذکر کیا ہے جس میں آپ نے ذمیوں کے حقوق کے بارے میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو وصیت کی تھی یعنی ان کے عہد وپیمان کو پورا کیا جائے۔ ضرورت پڑے تو ان کی حمایت میں لڑائی کی جائے اور طاقت سے زیادہ انہیں تکلیف نہ دی جائے۔

علامہ شبلی نعمانی نے اپنی مشہور کتاب ''الفاروق'' میں لکھا ہے کہ ''مذہبی امور میں ذمیوں کو پوری آزادی دی تھی اور وہ ہر قسم کی رسوم مذہبی ادا کرتے تھے۔ علانیہ ناقوس بجاتے تھے صلیب نکالتے تھے۔ ہر قسم کے میلے ٹھیلے کرتے تھے۔ ان کے پیشوایان مذہبی کو جو مذہبی اختیارات حاصل تھے، بالکل برقرار رکھے گئے تھے۔

علامہ ابن سعد نے اپنی طبقات، جلد پنجم میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ اسلام کی اشاعت کی اگرچہ نہایت کوشش کرتے تھے اور مذہب خلافت کے لحاظ سے ان کا یہ فرض بھی تھا لیکن وہیں تک جہاں وعظ اور مسند کے ذریعے ممکن تھا آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مذہب کے قبول کرنے پر کوئی شخص مجبور نہیں کیا جاسکتا اشتق ان کا ایک عیسائی غلام تھا اس کو ہمیشہ اسلام قبول کرنے کی ترغیب دیتے تھے لیکن جب اس نے انکار کیا تو فرمایا "لا اکراہ فی الدین" یعنی مذہب میں کوئی جبر نہیں''

حضرت عمرؓ نے غیر مسلموں کی جان ومال کو مسلمانوں کی جان مال کے برابر قرار دیا۔ مسلمان اگر کسی ذمی کو قتل کرڈالتا تھا تو حضرت عمرؓ فوراً اس کے بدلے میں مسلمان کو قتل کرا دیتے تھے۔ مولانا شبلی نے امام شافعیؒ سے روایت کی ہے کہ قبیلہ بکر بن وائل کے ایک شخص نے حیرہ کے ایک عیسائی کو مار ڈالا۔ حضرت عمرؓ نے لکھ بھیجا کہ قاتل، مقتول کے ورثاء کے حوالے کردیا جائے۔ چنانچہ وہ شخص مقتول کے وارث جس کا نام حنسین تھا حوالہ کیا گیا اور اس نے اس کو قتل کرڈالا۔

مال اور جائیداد کے متعلق حفاظت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتی تھی کہ جس قدر زمینیں ان کے قبضے میں تھیں اسی حیثیت سے بحال رکھی گئیں جس حیثیت سے فتح سے پہلے ان کے قبضے میں تھیں یہاں تک کہ ان کا خریدنا ہی

مسلمانوں کے لئے ناجائز قرار دیا گیا۔

ڈاکٹر حمید اللہ جو مشرق و مغرب کی نو زبانوں پر قدرت رکھتے تھے اور چار میں (اردو۔ انگریزی۔ فرانسیسی۔عربی) بالواسطہ تقریر کی خدمت انجام دیتے تھے۔ مطالعہ اور گفتگو کی اعلیٰ استعداد' جرمنی' اطالوی' فارسی' ترکی' اور روسی زبانوں میں بھی حاصل تھی۔ایک نسطوری عیسائی کے خط پر جو اس نے اپنے دوست کو لکھا تھا اپنے مقالہ ''عمر بن الخطاب'' مقولہ اردو دائرہ مصارف اسلومیہ میں لکھتے ہیں:

یہ طائی (عرب) جن کو اللہ نے آج کل حکومت دی ہے ہمارے بھی مالک بن گئے ہیں۔لیکن وہ عیسائی مذہب سے جنگ نہیں کرتے' بلکہ وہ ہمارے ایمان کی محافظت کرتے ہیں۔ ہمارے پادری اور مقدس لوگوں کا احترام کرتے ہیں اور ہمارے گرجاؤں اور راہب خانوں کو عطیے دیتے ہیں۔

مالگزاری اور جزیہ کے بارے میں حضرت عمرؓ بڑے محتاط رہتے تھے اول یہ حساب مقامی زبانوں میں مرتب کئے جاتے نیز ان کی وصولی کے لئے غیر مسلموں ہی کو حریف (ماہرین) مقرر کیا جاتا تھا اس کے باوجود ہر سال ٹیکس کی وصولی کے بعد ہر حربے سے وہاں کے ٹیکس دہندوں کا ایک وفد مدینے بلایا جاتا تھا اور اس کا اطمینان کیا جاتا کہ وصولیوں میں ظلم نہیں ہوا۔مولانا شبلی نعمانی نے اس ضمن میں یہ وضاحت بھی کی ہے کہ یہ فود دس دس افراد (زمینداروں) پر مشتمل ہوتے تھے اور حضرت عمرؓ ان سے چار دفعہ بتاکید قسم لیتے تھے کہ مال گزاری کے وصول کرنے میں کچھ سختی تو نہیں کی گئی۔

جان مال و جائیداد کے متعلق جو حقوق و مراعات ذمیوں کو دیئے گئے تھے وہ صرف زبانی کلامی نہ تھے بلکہ نہایت سختی سے ان کی پابندی کی جاتی تھی۔مثلاً شام کے ایک کاشت کار نے شکایت کی کہ اہل فوج نے اس کی زراعت کو پامال کر دیا ہے تو حضرت عمر نے اس پر دس ہزار درہم کا معاوضہ ادا کیا۔

حضرت عمرؓ کی رعایا پروری اور مذہبی رواداری اس بنیادی اصول پر مبنی تھی کہ ملکی حقوق اور مراعات میں ذمیوں اور مسلمانوں میں کوئی امتیاز نہ کیا جائے۔محصولات کے بارے میں بھی یہی طرز عمل اختیار کیا گیا۔اگر ذمیوں سے جذیہ اور عشور لیا جاتا تھا تو مسلمانوں سے بھی زکوٰۃ ' عشر حاصل کیا جاتا تھا اگر اپاہج' ضعیف اور نادار مسلمانوں کے وظائف مقرر کئے جاتے تو اسی طرح کی مراعات ذمیوں کو بھی حاصل تھیں۔شاہ ولی اللہ نے ''ازالۃ الخفاء'' میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کا گزر ایک مکان پر ہوا جس کے دروازے پر ایک بوڑھا اندھا شخص سوال کر رہا تھا۔آپ نے پاس جا کر اس کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا اور دریافت کیا کہ تجھے کس چیز نے بھیک مانگنے پر مجبور کیا ہے۔اس نے کہا کہ جزیہ نے۔ بڑھاپے نے' اور ضرورت نے۔آپؓ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے گھر تک لے گئے اور گھر میں سے کچھ لا کر اسے دیا بعد ازاں داروغہ بیت المال کو بلا کر آپؓ نے فرمایا ''اگر ہم نے اس کی جوانی میں مال کھایا اور بڑھاپے میں اسے ذلیل

کیا تو کچھ انصاف نہیں کیا۔ پھر آپؓ نے اس کا جزیہ معاف فرمایا''

اس طرح ایک موقع پر جب آپؓ شام سے واپس تشریف لا رہے تھے تو آپؓ نے ایک ایسی قوم کا جزیہ معاف فرمایا جو اس کی ادائیگی سے معذور تھی۔ اس واقعہ کو شاہ ولی اللہ' مولانا شبلی نعمانی اور شاہ معین الدین ندوی نے بھی نقل کیا ہے۔

ڈاکٹر حمید اللہ جو مستشرقین یورپ کا مطالعہ رکھتے تھے' لکھتے ہیں کہ ''شام میں مسلمانوں نے ایک یہودی کی کچھ زمین جبراً لے کر وہاں مسجد بنائی حضرت عمرؓ کو اطلاع ملی تو مسجد کو ڈھا کر زمین اصلی مالک کو دے دی۔ ایک بسنائی عیسائی پروفیسر بشکری رقر داحی نے ۱۹۳۳ء میں لکھا کہ یہ ''بیت الیہودی'' اب تک موجود اور مشہور ہے۔''

اقلیتوں کے حقوق کے بارے میں یہ بات لائق توجہ ہے کہ اگر ذمیوں نے کبھی سازش یا بغاوت کی تب بھی حضرت عمرؓ نے ان کی مراعات کو ملحوظ خاطر رکھا اور حالات کو معمول پر لانے کا پورا پورا موقع فراہم کرتے۔ مولانا شبلی نعمانیؒ نے اس ضمن میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ شام کی سرحد پر عربوس کے لوگوں نے رومیوں سے سازش کی تو آپؓ نے وہاں کے حاکم عمر بن سعد کو لکھا کہ ''جس قدر ان کی جائیداد' زمین' مویشی اور اسباب ہیں سب کو شمار کر کے ایک ایک چیز کی دو چند قیمت دے دو اور ان سے کہہ دو کہ کہیں اور چلے جائیں اگر اس پر راضی نہ ہوں تو ان کو ایک برس کی مہلت دے دو اس کے بعد جلا وطن کر دو''

آج کل کوئی قوم اس درگزر اور عفو مصالحت کی کوئی نظیر پیش کر سکتی ہے؟

ایک جمہوری اور شخصی طریق حکومت میں جو چیز امتیاز پیدا کرتی ہے وہ عوام کی مداخلت اور عدم مداخلت ہے جس قدر رعایا کو دخل دینے کا حق زیادہ ہوگا اسی قدر اس میں جمہوریت کا عنصر زیادہ ہوگا۔ حضرت عمرؓ ہمیشہ ان امور میں جن کا تعلق ذمیوں سے ہوتا تھا' مشورہ اور رائے لیتے تھے۔ عراق کے بندوبست میں عجمی رئیسوں (پارسی اور عیسائی) کو مدینہ بلا کر مالگزاری کے حالات دریافت کرتے تھے۔ اس طرح مصر کے انتظام کے وقت وہاں کے گورنر کو لکھا کہ ''مقوقس'' سے (سابق حاکم مصر) سے خراج کے بارے میں رائے لو۔ اس پر بھی تسلی نہ ہوئی تو ایک واقف کار قبطی کو مدینے میں طلب کیا اور اس کی رائے معلوم کی۔

ان حالات و واقعات کی روشنی میں یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں غیر مسلموں (ذمیوں) کی جان و مال' عزت و آبرو اور مذہب کا اسی قدر استحقاق کیا جاتا جس قدر مسلمان کی عزت و ناموس کا۔ حتیٰ کہ ان کی نسبت کسی قسم کی تحقیر کا لفظ استعمال کرنا بھی نہایت ناپسندیدہ خیال کیا جاتا تھا۔

مولانا اکرام اللہ جان قاسمی
ڈائریکٹر مرکزِ تحقیق اسلامی۔ پشاور صدر

پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ ____ پس منظر اور ضرورت

حق و باطل دو متضاد دو متقابل قوتیں ہیں جو ازل سے قائم ہیں اور تا قیامت قائم رہیں گی۔ بقول شاعر ۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

یہ دونوں قوتیں کبھی ہابیل و قابیل کی صورت میں، کبھی سیدنا حضرت ابراہیمؑ اور نمرود کی شکل میں، کبھی حضرت موسیٰؑ اور فرعون کے انداز میں اور کبھی سیدنا حضرت محمد ﷺ اور ان کے مدمقابل ابوجہل کی مثل نظر آتی ہے۔ حق اگر رحمانی طاقت ہے تو باطل ابلیس کی طاغوتی طاقت ہے۔ ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ رحمانی قوت کے مقابلہ میں باطل کے ہوا بھرے غبارے کی کچھ بھی نہیں چلتی تاہم یہ کشمکش بندگانِ خدا کی آزمائش کے لئے ہے کہ وہ کس قوت کا ساتھ دیتے ہیں۔

باطل کو اپنے دجل و تلبیس کے پھیلانے کے لئے جب کسی شخص کی ضرورت پڑتی ہے تاکہ باطل اپنی ناجائز ذرّیت کے ذریعہ مذموم مقاصد حاصل کر سکے تو دیگر حکمت عملیوں کے ساتھ ایک حکمت عملیہ بھی اپنائی جاتی ہے کہ اپنے نمائندہ شخص کو اہل حق کے سامنے اس انداز سے پیش کرے کہ اس کی شکل و صورت، وضع قطع اور رنگ و روپ اہل حق سے ظاہری طور پر میل کھاتا دکھائی دے تاکہ سادہ لوح اہل حق کو دھوکہ دینے میں آسانی ہو۔

تاریخ شاہد ہے کہ یہود نے اپنے انبیاء کی طرح حضرت عیسیٰؑ کی مخالفت میں بھی ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر آخر کار انکو یہ تجربہ ہوا کہ مخالفت میں اتنا نقصان نہیں دیا جاسکتا جتنا کہ گڑ میں زہر دیکر، دوستی کے لبادہ میں دیا جاسکتا ہے اسلئے انہوں نے ابوجہل عیسائیت پولوس (سینٹ پال) نامی یہودی کو حضرت عیسیٰؑ کے رفع آسمانی کے بعد اچانک عیسائی مذہب کو قبول کرنیوالا ظاہر کیا۔ ابوجہل اگر مسلمان ہو جاتا تو مسلمان کتنی خوشیاں مناتے۔ یہی خوشیاں عیسائیوں نے منائیں مگر اسی پولوس نے تین خداؤں کا عقیدہ ایجاد کیا۔ انسان کے پیدائشی گنہگار ہونے کا عقیدہ گڑھ لیا اور کفارہ کا عقیدہ یعنی یہ کہ حضرت عیسیٰؑ نے سولی پر چڑھ کر سارے عیسائیوں کے گناہوں کو اپنے سر لے لیا۔ وغیرہ خرافات ایجاد کئے۔ اس دوستی نما دشمنی نے وہ کارنامہ انجام دیا جو ہزار پولوس مخالفت کی صورت میں انجام نہیں دے سکتے تھے

اس طرح رسول اکرمؐ کے بعد عبداللہ بن سبا یہودی نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو پہلی دفعہ دو واضح گروہوں میں تقسیم کیا اور مسلمان کو مسلمان کے خلاف آمادہ پیکار کیا۔

سترہویں صدی عیسوی کے اوائل میں انگریز نے ہزاروں میل چل کر ہندوستان پر جو کہ سونے کی چڑیا کہلاتا تھا اپنی ہوس باز نظریں گاڑ لیں۔ وہ تاجر کے بھیس میں آیا۔ مٹی اور کاغذ کے بنے کھلونے فروخت کرتا اور اس کے بدلے

سونے اور چاندی کو سمیٹ کر اسے برطانیہ بھیجتا رہا یہاں تک کہ ایک طرف صرف برطانیہ "عظیم تر برطانیہ" بنا تو دوسری طرف برصغیر پاک و ہند پر قبضہ جما کر یہاں کے سیاہ و سفید کا مالک بن بیٹھا۔ اس نے اس خطے کے بارے میں سنہرے خواب دیکھنا شروع کیے اس کا خیال تھا کہ یہاں کے لوگوں کو سڑکوں، ریلوے لائنوں، تعلیم اور آزادی وخوشحالی کے سبز باغ دکھا کر اسیرِ دام بنالوں گا۔ ہندو جو تاریخی اعتبار سے قابل ذکر تہذیب وتمدن سے عاری تھا اور اوہام کے خود ساختہ رسوم وعادات کے شکنجہ میں جکڑا ہوا تھا فوراً انگریز کے دام فریب میں آ گیا۔ مسلمان تعداد میں نسبتاً کم تھے انگریز کا خیال تھا کہ اسے زیر کرنا آسان ہے مگر اس سب کے باوجود ایک چیز ایسی ہے جو کبھی باطل کو نصیب نہیں ہوئی اور مسلمان ہر دور میں اس نعمتِ عظمٰی سے بہرہ مند رہا ہے اور وہ ہے مسلمان کا جذبہ شہادت۔ خدا کے نام پر کٹ مرنا۔ خدا کی راہ میں اس امید پر اپنا بند بند کٹوانا کہ کل قیامت کو میرا رب جب مجھے پکارے گا تو میں ایک جگہ سے اٹھ کر رب کے حضور حاضر نہیں ہوں گا بلکہ میری لاش کے ٹکڑے مختلف اطراف سے جمع ہو کر ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح جڑیں گے جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے پرندوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے آواز دی تھی اور مختلف جگہوں سے یہ ٹکڑے آ کر ایک ساتھ جڑ گئے۔ چنانچہ باطل کی پوری قوت اس پر صرف ہوتی ہے کہ اسلحہ استعمال ہو، پیسہ خرچ ہو گھر بار جائے مگر جان بچ جائے جبکہ مسلمان کی دلی خواہش یہی ہوتی ہے کہ کچھ رہے نہ رہے مگر میری جان کم از کم رب العزت کی بارگاہ میں شہادت پا کر ضرور شرف باریابی حاصل کرے۔ یہی وہ چیز ہے جس سے کفر لرزہ براندام ہے۔ باطل سر جوڑ کر بیٹھ جاتا ہے۔ منہ گریبان میں ڈال کر گھنٹوں سوچتا ہے مگر کچھ سمجھ نہیں آتا۔......

برصغیر میں بھی انگریز ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد یہ سوچنے پر مجبور ہوا کہ مسلمان کے اس جذبہ فدا کاری کو کس طرح روکا جائے۔ بالآخر اس کے ذہن میں ایک ترکیب سوجھی کہ اس جذبہ کا محرک اور مظہر تو جہاد ہے کیوں نہ جہاد ہی کو مسلمانوں سے ختم کر دیا جائے تا کہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری۔ مگر مسلمانوں سے جہاد کو ختم کرنا۔۔۔ ہائے بلی کی گردن میں گھنٹی کون باندھے گا؟۔۔

انگریزوں کے ذہنوں میں پولوس اور عبداللہ بن سبا کا کامیاب تجربہ موجود تھا۔ انہوں نے سوچا کوئی شخصیت ایسی ہو جو بظاہر مسلمان نظر آتی ہو بلکہ اسلام کی ٹھیکیدار معلوم ہوتی ہو، داڑھی، پگڑی، لمبے چغے والا جس کے ہاتھ میں لمبی تسبیح ہو۔ اور پھر تلاش بسیار کے بعد ان کو اپنا مطلوب ۱۸۶۸ء میں سیالکوٹ کے ڈپٹی کمشنر کی ضلع کچہری میں ملازم ضلع گورداس پور کے پیدائشی مرزا غلام احمد قادیانی کی صورت میں نظر آیا۔ انہوں نے پہلی نظر میں تاڑ لیا تھا کہ چھوکرا اچھا ہے۔ اور اگر اس پر ہاتھ پھیرا جائے تو کل کو ابلیس سے بڑھ کر ثابت ہو سکتا ہے۔ وہ اپنے انتخاب پر پھولے نہیں سمائے۔ اور پھر اس شخص کو جس پر اس کے قول کے مطابق مسٹر ٹیچی ٹیچی وحی لایا کرتا تھا (یہ شاید وہی شخص تھا جو انگریز کے سکرٹریٹ سے اس کے پاس فرامین لایا کرتا تھا۔) انگریز نے اسے بڑے طریقہ سے سمجھایا کہ تمہارا دعویٰ نبوت سب ڈرامہ ہے اصل مقصود تو یہ ہے کہ تم مسلمانوں سے جذبہ جہاد ختم کر دو۔ تا کہ ہمیں ہندوستان میں استحکام ملے اور ہمارے خلاف کوئی

اٹھ کھڑا نہ ہو۔ چنانچہ سٹارٹ لیتے ہوئے اس نے پہلے دعویٰ کیا کہ مجھے الہام ہوتا ہے پھر دعویٰ کیا کہ میں مجدد ہوں۔ پھر دعویٰ کیا کہ مسیح موعود ہوں۔ پھر دعویٰ کیا کہ میں ظلی بروزی نبی ہوں۔ پھر دعویٰ کیا کہ میں مستقل شریعت والا نبی ہوں۔ وہ بتدریج نبوت کی طرف اس لئے آیا کہ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ عوامی ردعمل کیا ہوسکتا ہے، برصغیر کے باسیوں کی یہ بدقسمتی ہے کہ یہاں اگر کوئی خدائی کا دعویٰ کرے تو اگلے دن اس کو دوسو بندے مل جاتے ہیں اور اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو ہزار امتی مل جاتے ہیں۔ اور پھر حکومتی تائید اور سرپرستی بھی مل جاتی ہے۔ تاکہ اقلیتوں کے حقوق پر حرف نہ آئے۔ غلام قادیانی کو بھی ہر دعویٰ پر سر دھننے والے چیلے چانٹے ملتے گئے۔ اور وہ اپنے مذموم مقاصد کے حصول میں آگے بڑھتا گیا۔ اس پر انگریز کی طرف سے نوازشات کی بارش ہوئی اور ہر خواہش پوری کردی گئی۔ بھلا وہ اتنا نمک حرام تو نہیں تھا جو اپنے محسن کو بھلا بیٹھے۔ اس نے اپنے آپ کو انگریز کا نمک حلال ثابت کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں چھوڑی۔ فتویٰ داغ دیا کہ اب ہندوستان میں جہاد حرام ہے کیونکہ انگریز ہمارا محسن ہے اور محسن کے خلاف جہاد کے کیا معنی؟ ۔۔۔ اگرچہ حق ہر زمانہ میں عام طور پر بے سروسامان اور بے بضاعت رہا ہے تاہم اس کے پاس غیرت کا سرمایہ ہر دور میں موجود رہتا ہے۔ وہ گیدڑ کی سو سالہ زندگی پر شیر کی ایک دن کی زندگی کو ترجیح دیتا ہے۔ حق نے اس باطل کو بھی للکارا اور اس کا زبردست مقابلہ کیا غلام قادیانی کے تمام دجل وفسوں کو طشت از بام کیا تا آنکہ اس کی زندگی کا چراغ ٹمٹمانے لگا۔

حضرت عزرائیلؑ کو حکم ملا کہ غلام قادیانی کی روح قبض کر کے لاؤ۔ اس وقت غلام قادیانی پیٹ کا ملبہ نکالنے کے لئے بیت الخلاء تشریف لے گئے تھے۔ ابھی فراغت کے بعد اٹھ کھڑے ہی ہوئے تھے کہ عزرائیل نے ان کو آن دبوچا۔ وہ لڑکھڑا کر گر پڑے اور منہ سیدھا اس مقام پر پہنچا جہاں انسانی فضلہ گرتا ہے۔ عزرائیلؑ کے اس فعل میں بڑی حکمت نظر آئی کہ جس انسان نے ساری زندگی فضول بکواس اور جھوٹے دعووں کی صورت میں منہ سے گندگی خارج کی تھی وہ منہ اسی جگہ کے لئے بالکل موزوں تھا۔ طابق النعل بالنعل ۔ واہ حضرت عزرائیلؑ! قربان جایئے آپ کی دانش پر۔ بڑا زبردست، صحیح اور بروقت فیصلہ کیا تھا۔

وہ گیا تو شجرہ خبیثہ کا تنا کٹ گیا مگر جڑیں تو باقی تھیں۔ پھر اہل حق نے اس شیطانی ذریت کا مقابلہ کیا اس سلسلے میں وعظ ونصیحت، بیان وتقریر کی۔ مناظرے کئے، قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ جیل میں اہل حق کے سینوں پر برف کی سلیں رکھ دی گئیں۔ شہادتیں پیش کی گئیں مگر اپنے حق موقف سے پیچھے ہٹنا کیسا؟! یہاں تک کہ بات پاکستان کی قومی اسمبلی میں پہنچ گئی۔ ایک طویل بحث وتمحیص کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل ومہربانی سے اور علماء حق کی کوششوں سے حق کا بول بالا ہوا اور باطل کا منہ کالا ہوا۔

یہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کا مبارک، نتیجہ خیز اور ثمر بار دن تھا کہ پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ وہ وقت اور یہ وقت ۔۔ انگریز کا یہ خود کاشتہ پودا ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف اور یہود وہنود اور نصاریٰ وملحدین کا آلہ کار بنا ہوا ہے۔ بدقسمتی سے اس گروہ کو پاکستان کے موجودہ

روشن خیال صدر کی تائید اور آ ریباد حاصل ہے۔ اچھا انسان وہ ہے جو تاریکی کو بھی اچھا کہے۔ روشنی کو تو سب اچھا کہتے ہیں پھر یوں کیوں نہ ہو کہ صدر جنرل پرویز مشرف اسلام جیسے روشن اور شفاف دین کے ساتھ ساتھ قادیانیت جیسے تاریک اور من گھڑت مذہب کو اچھا نہ کہے۔ دراصل روشن خیالی کے روشن چشمہ کی خاصیت ہی یہی ہے کہ اس کے ذریعہ کالک اور سیاہی بھی سفیدی نظر آتی ہے۔ اور برائی بھی اچھائی ہی دکھائی دیتی ہے۔ اس روشن خیال صدر کو بڑا صدمہ ہوا کہ آخر ان قادیانی بیچاروں کو کس جرم کی پاداش میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔ قادیانی تو اس روشن خیال صدر کے ارد گرد جمع رہتے ہی۔ ان کو تو قادیانیوں میں کوئی برائی نظر نہیں آتی۔ لہذا اس فرق کو مٹا دینا چاہیے اور اس کی ابتداء عملی طور پر یوں کردی کہ پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ ختم کر دیا تا کہ امتیاز باقی نہ رہے۔ خوش قسمتی سے روشن خیال صدر کو وزیر اطلاعات شیخ رشید اور وزیر داخلہ آفتاب شیر پاؤ بھی قادیانی نواز...... معاف کیجئے گا روشن خیال...... میسر آئے۔ وہ ملت اسلامیہ پاکستانیہ کو بڑے ہمدردانہ' مخلصانہ انداز اور نرم لہجے میں بار بار یقین دلاتے ہیں کہ پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ خارج کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا یہ تو وسیع النظری کی دلیل اور روشن خیالی کی علامت ہے۔ وغیرہ وغیرہ

مگر ہمارے خیال میں اس سے جو قباحتیں لازم آتی ہیں اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

۱۔ دو قومی نظریہ پاکستان کے قیام کا اساسی نظریہ ہے۔ اس نظریہ کا پس منظر یہ تھا کہ مسلمان اور ہندو' مذہب' سیاست' تہذیب و تمدن اور زندگی کے بود و باش کے اختلاف کے باعث ایک ساتھ نہیں رہ سکتے گویا کفر اور اسلام ساتھ ساتھ نہیں چل سکتے۔ اس نقطہ کو بنیاد بنا کر یہ ملک بنایا گیا جس کے لئے علماء اور عوام نے بیش بہا قربانیاں دیں۔ لہذا اس ملک میں اسلام کے خلاف کسی نظریہ کو برداشت کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ ختم کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ یہاں پر اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں کوئی فرق روا نہیں رکھا جاتا اور یہ بات دو قومی نظریہ کے خلاف ہے جو کہ قیام پاکستان کی اساس اور بنیادی محرک ہے۔

۲۔ پاکستان کا آئین جو ۱۹۷۳ء میں بنا۔ پاکستان کے تمام آئینوں میں جامع ترین آئین ہے۔ جس میں واضح طور پر بعض اسلامی دفعات کو شامل کیا گیا ہے۔ اس آئین کی رو سے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ' ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان' مسلمان کی تعریف میں اس بات کی تصریح کہ وہ حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری پیغمبر مانتا ہو' صدر اور وزیر اعظم کا مسلمان ہونا اسلامی نظریہ کا تحفظ وغیرہ دفعات اس ضمن میں بڑی صریح ہیں۔

ان دفعات میں سے ایک دفعہ عقیدہ ختم نبوت سے متعلق ہے۔ جس کی رو سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ اگر پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ ختم کر دیا جائے تو اس کا مطلب ہے حکومت ۱۹۷۳ء کے آئین سے انحراف کر رہی ہے اور چاہتی ہے کہ قادیانی مرتدوں اور عام مسلمانوں میں فرق کو ختم کر دیا جائے۔

۳۔ ...... حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً و کرامۃً وہ مقدس مقامات ہیں جہاں پر غیر

مسلموں کا داخلہ شرعاً اور قانوناً ممنوع ہے۔غیر مسلموں کو جب سعودی عرب کا ویزا جاری کیا جاتا ہے تو اس میں یہ صراحت ہوتی ہے کہ غیر مسلم ان مقدس مقامات میں داخل نہ ہوں۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی شہری آبادی میں داخل ہونے سے عمومی راستہ پر "للمسلمین" (مسلمانوں کے لئے) اور بائی پاس پر "لغیر المسلمین" (غیر مسلموں کیلئے) راہنما بورڈ لگے ہوئے ہیں۔اس قانون کی خلاف ورزی جرم ہے۔مبادا کوئی غیر مسلم حرمین شریفین میں فتنہ وفساد یا تخریب کاری اور دہشت گردی کا ارتکاب کرلے۔قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد ان پر بھی ان دو مقدس شہروں میں داخلے پر پابندی لگادی گئی ہے۔پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ ختم کرنے کے بعد قادیانی شجرۃ خبیثہ کے لئے حرمین میں داخلہ کا راستہ کھل جائے گا اور ان کیلئے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل میں رکاوٹ باقی نہیں رہے گی۔

جو لوگ پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ ختم کرنے کے حق میں ہیں یا بہ الفاظ دیگر حکومتی مشنری سے تعلق رکھتے ہیں وہ ایک دو اعتراضات پیش کرتے ہیں۔پہلا اعتراض یہ کرتے ہیں کہ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ قائم رکھنے سے پاکستان میں موجود دیگر اقلیتوں کو کوفت ہوتی ہے۔یہ ایک بے سرو پا اعتراض ہے کیونکہ غیر مسلموں کے لئے پاکستانی پاسپورٹ میں غیر مسلم کا لفظ نہیں لکھا جاتا بلکہ عیسائی' ہندو' سکھ وغیرہ لکھا جاتا ہے۔یعنی اس کے اپنے مذہب کو ظاہر کیا جاتا ہے۔اور یہ بات مسلّم ہے کہ ہر انسان اپنے مذہب کو چھپاتا نہیں بلکہ اسے فخریہ انداز میں ظاہر کرتا ہے لہذا کوئی عیسائی اس بات پر ناراض نہیں ہوتا کہ اسے پاسپورٹ میں عیسائی ظاہر کیا جائے بلکہ اس سے خوش ہوتا ہے اس طرح دیگر مذاہب والے۔۔۔راقم کے نزدیک یہ دیگر مذاہب والوں کی حق تلفی نہیں بلکہ حق رسی ہے کیونکہ پاسپورٹ میں اس کے مذہب کا اندراج کرکے ہم اعتراف کرتے ہیں کہ فلاں شخص عیسائی ہے' ہندو ہے' سکھ ہے اور پاکستانی ہے یعنی غیر مسلم کو ہم پاکستانی شہری تسلیم کرتے ہیں جو کہ وسعت ظرفی کی دلیل ہے۔

دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ سعودی عرب اسلامی ممالک کے لئے نمونہ اور قابل تقلید ملک ہے وہاں کے پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ موجود نہیں ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ سعودی عرب کی آبادی سو فیصد مسلمانوں پر مشتمل ہے وہاں کے ذاتی باشندوں میں کوئی غیر مسلم یا قادیانی مرتد موجود نہیں ہے۔خس کم جہاں پاک۔لہذا سعودی عرب کو مسلم اور غیر مسلم کی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔البتہ جو غیر ملکی سعودی عرب میں کام وغیرہ کی نیت سے جاتے ہیں سعودی حکومت اسے اقامہ جاری کرتی ہے جس میں مذہب کا خانہ موجود ہوتا ہے اور غیر مسلموں کے مذہب کی وضاحت ہوتی ہے اس اقامہ کی رو سے غیر مسلموں کے لئے حرمین شریفین کی حدود میں داخلہ ممنوع ہوتا ہے۔

مختصر الفاظ میں کہا جاسکتا ہے کہ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ قائم رکھنا پاکستان کے بنیادی نظریہ قیام کا تقاضا' ۱۹۷۳ء کے آئین کا مطالبہ اور مملکت اسلامیہ پاکستان کے مخصوص مزاج اور حالات کا آئینہ دار ہے اور اس خانہ کو نظر انداز کرنا ان تمام حقائق سے بغاوت کے مترادف ہے۔

ادبیات: جناب میاں غلام قادر

محرکات دیوان شرق وغرب

یوحان ؤلف گانگ خان گوئٹے نے یوں تو شٹراس برگ میں اپنی تعلیم و تربیت کے دوران جرمن دانشور ہرڈر سے مشرقی اثرات قبول کئے۔ مگر ان کی زندگی میں تین ایسے اہم واقعات پیش آئے جنہوں نے ان کی توجہ پوری طرح مشرقی طور اطوار اور تہذیب و تمدن کی طرف مبذول کی۔ پہلا واقعہ اس وقت پیش آیا جب وائمر کے چند سپاہی جو سپین کی مہمات میں حصہ لے چکے تھے گوئٹے کے لئے عربی زبان میں تحریر ایک مخطوطہ لائے۔ تاریخ کے مطالعہ سے انہیں یہ تو معلوم تھا کہ اسلامی تہذیب عربوں کی سپین میں آمد سے کیسے وہاں سے پھیل کر پورے یورپ کو مالا مال کر چکی تھی۔ اس قلمی نسخے سے ان کا اشتیاق اور بڑھا اور انہوں نے اپنے ایک شناسا **Eichstdedt** کی مدد سے اس کا جرمن ترجمہ اور تفسیر معلوم کی اور پھر تجسس میں اس قدر اضافہ ہوا کہ اس کے عربی متن کو بار بار اپنے ہاتھ سے لکھنے کی کوشش کی۔ اس ورق پر دراصل کلام مجید کی سورۃ الناس درج تھی:

''کہو میں پناہ مانگتا ہوں انسانوں کے رب' انسانوں کے بادشاہ' انسانوں کے حقیقی معبود کی اس وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو بار بار پلٹ کر آتا ہے' جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے خواہ وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔''

یہ سورۂ مبارکہ چونکہ اس وقت کے وائمر کے حالات سے بے حد مطابقت رکھتی تھی جب مغرب میں نپولین ہر طرف برسر پیکار تھا اور وائمر میں فرانسیسی' روسی' جرمن اور آسٹریا کی افواج تعینات تھیں گوئٹے پر اس کا بڑا اثر ہوا اور انہوں نے اسے حرز جان بنالیا۔

دوسرا واقعہ ۱۸۱۴ء میں پیش آیا جب روسی فوجیں وائمر میں موجود تھیں اور ایک مسلم روسی فوجی کی نماز جنازہ پڑھائی جا رہی تھی۔ ایک دانشور کی حیثیت سے چونکہ گوئٹے کی شخصیت جانی پہچانی تھی اس لئے قدردانی کے طور پر ایک منگول نوجوان نے انہیں تیر کمان کا تحفہ پیش کیا۔ گوئٹے نے گھر آکر بہت سوچ بچار کے بعد اسے اپنی خواب گاہ کی انگیٹھی پر سجایا مگر اس تیر کمان نے ان کی راتوں کی نیندیں غارت کر دیں۔ انہیں بار بار تیموری لشکریوں کی یلغاریں یاد آنے لگیں جن کے نتائج بے حد خوفناک تھے اور گوئٹے اس فکر میں مبتلا ہوئے کہ فرانس کی متوقع شکست کے بعد جو کہ یورپ میں آزادی اور باہمی مفاہمت کا پرانا علمبردار تھا کہیں یہی منگول فاتح بن کر مغربی تہذیب کے لئے خطرہ نہ بن جائیں۔

تیسرا اور قدرے خوشگوار واقعہ اس وقت پیش آیا جب ۱۸۱۲ء میں فان ہامر نے خواجہ شمس الدین حافظ کے دیوان کا مکمل جرمن ترجمہ شائع کیا۔ یہ ترجمہ ۱۸۱۴ء میں گوئٹے کے زیر مطالعہ آیا اور ان کی گویا دنیا ہی بدل گئی۔ ان کی شاعری خواجہ حافظ کے رنگ میں رنگی گئی اور وہ خود کو بھی ''بلبل شیراز'' اور شیراز کو اپنا ''شہر آرزو'' سمجھنے لگے۔ وہ شمال ۔جنوب اور مغرب کی بے ثمر زندگی سے بیزار ہو کر مشرق کی طرف لپکے مگر یہ مشرق بدھ مت یا ویدوں کی سرزمین قطعاً نہ تھی۔ یہ خواجہ حافظؒ کا جیتا جاگتا شیراز تھا۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ ۱۸۰۸ء میں جب گوئٹے کے ایک ہم عصر فریدرش شلیگل نے ''ہندیوں کی زبان اور دانش'' کے بارے میں ایک کتاب شائع کی تو گوئٹے پر اس کتاب کا الٹا اثر ہوا۔ انہوں نے کھل کر شلیگل کی مخالفت کی اور ہندومت اور بدھ مت سے بے زاری کا اظہار کیا۔ انہوں نے دلیلیں دے کر کہا کہ اگر انسانی نجات کا دارومدار دنیاوی راحتوں اور مسرتوں سے کنارہ کشی اور گوشہ نشینی پر ہے تو خالقِ کائنات نے پھر یہ حسین کائنات کیوں تخلیق کی؟

شاعر المانوی گوئٹے کی یہ دلی خواہش تھی کہ وہ اپنے ''دیوان شرق وغرب'' کے توسط سے مغرب ومشرق کو قریب تر لائیں۔ مشرقی ادبیات اور خاص کر دیوان حافظ کا مطالعہ کرنے کے بعد گوئٹے نے اس حقیقت کا اچھی طرح ادراک کر لیا تھا کہ مشرق ومغرب کی یہ تفریق بالکل غیر فطری ہے اور انسانیت کی فلاح اس راز میں مضمر ہے کہ مشرق و مغرب اپنی انفرادیت برقرار رکھتے ہوئے ایک دوسرے کے طور طریقوں کو سمجھیں اور باہم قریب آئیں۔

''دیوان شرق وغرب'' کی افتتاحی تقریب میں جو ۱۶ مارچ ۲۰۰۲ء کو علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں منعقد کی گئی۔ یہی بات مقتدرہ قومی زبان کے صدرنشین اور معروف دانشور پروفیسر فتح محمد ملک نے کہی کہ دیوان شرق وغرب کی اشاعت ان دنوں جتنی ضروری تھی شاید اس سے پہلے نہ تھی کیونکہ آج عالمی سطح پر متضاد تہذیبوں کی باتیں ہو رہی ہیں جبکہ گوئٹے کے **West - Oestlicher** دیوان کا یہ نثری ترجمہ مغرب کو اسلامی تہذیب سے روشناس کرانے میں بڑا مددگار ثابت ہوسکتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ گوئٹے عاشقِ رسولؐ تھا اور اسلام کی تعلیمات سے بے حد متاثر تھا۔ اس نے یہودیت۔ عیسائیت اور اسلام کا گہرا مطالعہ کیا اور اپنے مطالعے کے بل بوتے پر اسلام کا اس حد تک قائل ہوا

(James Boyd, Notes to Geothe's Poems Vol II 1958).

آپ اپنے مضامین ''الحق'' میں شائع کرنے کے لئے اس ای میل ایڈریس پر بھیج سکتے ہیں:
editor_alhaq@yahoo.com

مولانا خلیق احمد مفتی (انڈیا)

اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک کیسے بنے؟

اس اہم ترین اور نازک سوال کا جواب اسلامی تعلیمات کی روشنی میں یہ ہے کہ اس مقصد کے لئے درج ذیل اسباب کو اختیار کیا جائے۔

اولاد کے لئے دعائے خیر:

انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی صلاح وفلاح اور دنیا وآخرت میں بہتری اور ترقی وکامیابی کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے خوب گڑگڑا کر اور عاجزی وانکساری کے ساتھ دعا وفریاد کرتا رہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مناسب ترین دعا تو یہی ہے جو سورہ الفرقان کی آیت نمبر ۷۴ میں موجود ہے، وہاں سے یاد کی جاسکتی ہے اس کے علاوہ سورۂ احقاف کی آیت نمبر: ۱۵ میں مذکور اس دعا کا بھی اہتمام والتزام کرنا چاہیے۔

رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضاہ واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین۔ (احقاف:۵)

''اے میرے رب! تو مجھے اس بات کی توفیق عطا فرما کہ میں تیری اس نعمت کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام کی ہے، اور یہ کہ میں اپنے نیک عمل کروں جن سے تو خوش ہو جائے، اور میری اولاد کو بھی صالح بنا۔ میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں''

اولاد کی اخلاقی وروحانی تربیت:

والدین جس طرح اپنی اولاد کی دنیاوی ترقی وآرام اور ان کی کامیابی اور باعزت زندگی کے لئے خوب محنت وکوشش کرتے ہیں اور تمام ممکن اسباب ووسائل اختیار کرتے ہیں، اولاد کی اخلاقی وروحانی تربیت وترقی کے لئے بھی انہیں اس طرح فکر مند ہونا چاہیے اور ہر ممکن سعی وکوشش کرنی چاہیے، کیونکہ انسان صرف گوشت پوست کے اس جثہ کا نام نہیں ہے، بلکہ اصل چیز اس کی انسانیت وروحانیت اور اس کا اخلاق وکردار ہے، لہذا اس کے اخلاق وکردار کی تعمیر کی طرف توجہ دینا اور اس مقصد کی خاطر زیادہ محنت وجستجو کرنا یقیناً زیادہ اہم اور ضروری ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیۃ۔ ''تم میں سے ہر کوئی نگہبان ہے اور تم میں سے ہر کوئی رعیت کے

بارے میں اللہ کے سامنے جواب دہ ہے'' (بخاری)

لہٰذا اگر کسی کے دل میں یہ خواہش اور تمنا ہو کہ اس کی اولاد اس کے لئے مصیبت وعذاب بننے کی بجائے نعمت ورحمت اور آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کے لئے دنیاوی ترقی وکامیابی کے لئے محنت وکوشش اور ضروری انتظام کے ساتھ ساتھ اولاد کی اصلاح کی بھی فکر کرے اور ایسی تعلیم وتربیت کا انتظام کرے جس کی بدولت اولاد کے دل میں فکر آخرت' اللہ کا خوف' دنیا کی فنائیت موت کے بعد آنے والے مرلے کے لئے تیاری کی جستجو' روز قیامت اللہ کی عدالت میں حاضری' اپنے ہر قول وفعل کی جواب دہی' اللہ کے سامنے حساب وکتاب اور جزا وسزا کی فکر اور تیاری کا جذبہ بیدار ہو۔

نیز یہ کہ آج اگر ہم اپنے بچوں کو قرآن وحدیث کی تعلیم سے آراستہ کریں گے تب ہی تو انہیں اس بات کا علم ہوگا کہ قرآن میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ہے کہ:

''جب تمہاری نظروں کے سامنے ان دونوں (یعنی تمہارے والدین) میں سے کوئی ایک یا وہ دونوں ہی بڑھاپے کی عمر کو پہونچ گئے تو اب (اے انسان!) تم ان کے سامنے ''اف'' بھی نہ کہو'' (بنی اسرائیل:۲۳)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''کسی انسان کے مرنے کے بعد بعض اوقات اس کے درجات بلند کئے جاتے ہیں' جس پر وہ حیران ہو کر اللہ سے پوچھتا ہے کہ: اے میرے رب! یہ کیا معاملہ ہے؟ اسے اللہ کی طرف سے جواب دیا جاتا ہے کہ اس وقت تمہاری اولاد تمہارے لئے دعا واستغفار میں مشغول ہے'' (الادب المفرد)

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا دروازہ بند کردیا جاتا ہے' سوائے تین چیزوں کے: صدقہ جاریہ یعنی اس نے کوئی ایسا کام کیا ہو جس سے خلق خدا اس کی موت کے بعد بھی مستفید ہو رہی ہو یا ایسا علم جس سے (اس کی موت کے بعد بھی) فائدہ اٹھایا جارہا ہو۔ یا ایسی اولاد جو اس کیلئے (اسکی موت کے بعد بھی) دعائے خیر کرتی رہے'' (مسلم)

لہٰذا اپنی اولاد کی اخلاقی ودینی تعلیم وتربیت کے بعد ہی یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ جب تک ہم اس دنیا میں زندہ رہیں گے اس وقت تک ہماری اولاد ہمارے سامنے کبھی ''اف'' تک نہیں کہے گی۔ اور جب اللہ کی مرضی اور اس کے حکم سے ہم اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تب ان شاء اللہ ہماری اولاد ہمارے لئے دعائے خیر اور استغفار کرتی رہے گی اور یوں ان شاء اللہ ہماری اولاد ہمارے لئے زندگی میں بھی اور ہمارے انتقال کے بعد بھی رحمت' نعمت اور آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہوگی۔

یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ اولاد کی اخلاقی وروحانی تربیت واصلاح کی طرف توجہ اور کوشش اور اہتمام وانتظام بچپن سے ہی ہونا چاہیے' کیونکہ جس طرح درخت جب چھوٹا ہوتا ہے تو اس کی شاخوں کو اپنی مرضی

کے مطابق موڑا جاسکتا ہے۔لیکن وہی درخت جب بڑا اور مضبوط ہو جائے تو اب یہ ممکن نہیں ہو جگا' اب اس کی شاخیں ٹوٹ تو سکتی ہیں لیکن انہیں اپنی مرضی کے مطابق موڑا نہیں جا سکتا' اور نہ اب اس درخت کو اپنی مرضی اور پسند کے مطابق کوئی شکل دی جاسکتی ہے بالکل اسی طرح بچے کو ہم زندگی بھر کے لئے جس شکل اور جس انداز میں نیز جن عادات واطوار کا حامل دیکھنا چاہتے ہیں ہمیں اس کے بچپن میں ہی اسے وہی شکل دے دینی چاہیے اور انہی طور طریقوں کا عادی بنا دینا چاہیے' ورنہ بڑے ہونے کے بعد یہ کام ممکن نہیں ہوگا اور ہماری یہ خواہش کبھی پوری نہ ہوگی اور ہمارا خواب کسی صورت شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا اور بس پھر ہمیشہ کے لئے حسرت ہی رہ جائے گی' اور تب ہماری اپنی ہی یہ اولاد ہمیں بیگانی محسوس ہوگی اور ہم صاحب اولاد ہوتے ہوئے بھی خدانخواستہ خود کو بے اولاد سمجھنے پر مجبور ہوں گے۔اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''اپنی اولاد کو سات سال کی عمر سے ہی نماز کا حکم دو'' (احمد)

یعنی اولاد کو بچپن میں ہی نماز کا عادی بنا دیا جائے اور اسی پر قیاس کرتے ہوئے ہم انہیں ہمیشہ کے لئے جس روپ میں دیکھنے کی خواہش رکھتے ہوں انہیں انکے بچپن اور کم عمری میں ہی اس روپ میں ڈھال دیں' کیونکہ بعد میں یہ ممکن نہیں ہوگا۔

اولاد کے انجام کی فکر:

انسان ہمیشہ اپنی اولاد کی دنیاوی ترقی و کامیابی اور اسکے بہتر مستقبل کے لئے فکر مند اور کوشاں رہتا ہے یقیناً یہ ایک طبعی امر ہے اور اگر یہ کوشش اور جدوجہد شرعی اصول وضوابط کے مطابق ہو تو اس میں شرعاً بھی کوئی قباحت نہیں ہے' بلکہ یہ تو خود شریعت اسلامیہ کی طرف سے ہی والدین کے ذمے ان کی اولاد کے لئے مقرر کردہ حقوق میں شامل ہے۔البتہ یہاں یہ بات ضرور ذہن میں رہنی چاہیے کہ دنیا کی زندگی عارضی وفانی ہے۔جبکہ آخرت کی زندگی ابدی ہے' لہذا ظاہر ہے کہ آخرت کی کامیابی وراحت کی فکر زیادہ ہونی چاہیے اور اس مقصد کے لئے کوشش اور جدوجہد بھی زیادہ ہونی چاہیے' بہت سے لوگوں کو اکثر و بیشتر یہ کہتے ہوئے سنا جاتا ہے کہ ہمیں اس بات کی انتہائی فکر ہے کہ ہمارے مرنے کے بعد بچوں کا کیا بنے گا' لیکن یہ بھی تو سوچنا چاہیے کہ خود بچوں کے مرنے کے بعد ان (بچوں) کا کیا بنے گا؟ کیونکہ ہمارے بچے بھی تو آخر انسان ہی ہیں اور ہر انسان کی طرح یقیناً اس کی آخری منزل بھی وہی ہے۔یعنی موت۔اور پھر اس کے بعد قبر کی تنہائی اور پھر یہ کہ جلد یا بدیر آخر کبھی نہ کبھی تو بچوں کے لئے بھی تو اس دنیائے فانی سے کوچ اور رخصتی کا وقت آ ہی جائے گا' اور اس وقت خواہ ان بچوں کی عمر کچھ بھی ہو خواہ اس وقت یہ بوڑھے ہی کیوں نہ ہو چکے ہوں۔لیکن بہر خال ہوں گے تو یہ آخر ہمارے ہی بچے اور جیسا کہ رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

''قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے'' (ترمذی)

یعنی کسی کے لئے قبر جنت کا ایک حصہ ہوگی اور کسی کے لئے قبر ہی دوزخ ہوگی' ہمارے یہ معصوم بچے

اور پھول جیسے بچے اور یہ ہمارے جگر گوشے جن کے آرام وراحت کی خاطر آج ہم کس قدر فکرمند رہتے ہیں، اور خصوصاً یہ معصوم بچے دن بھر کھیل کود اور اپنی معصومانہ شرارتوں کے بعد رات کو جب اپنے چھوٹے سے تکیے پر سر رکھے ہوئے سو رہے ہوتے ہیں اس وقت کتنے پیارے لگتے ہیں اور ہمیں ان پر کس قدر پیار آرہا ہوتا ہے۔ اس وقت ہمیں یہ بھی سوچنا چاہیے کہ ہمیں اچھا لگے یا برا لگے مگر یہ کہ یقیناً کبھی وہ وقت بھی آ ہی جائے گا جب ہمارے یہی لخت جگر اور یہ ہماری آنکھوں کے نور اور دل کے سرور اسی طرح اپنی قبر میں سو رہے ہوں گے، نہ جانے وہ کون سی جگہ ہوگی اور کون سا شہر اور ملک ہوگا؟ اور اللہ ہی جانے وہ قبر ان کے لئے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوگی...... یا...... خدانخواستہ...... بس آگے تو کچھ لکھتے ہوئے بھی خوف محسوس ہوتا ہے۔...... اللہ ہم سب پر رحم فرمائے، آمین اور اسی جذبے کے تحت ہمیں اپنی اولاد کی اصلاح اور مناسب اخلاقی تربیت کے لئے فکر اور کوشش کرنی چاہیے، جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے: یا ایها الذین امنوا قوا انفسکم و اهلیکم نارا ''اے ایمان والو! تم بچالو خود اپنے آپ کو بھی اور اپنے اہل وعیال کو بھی جہنم کی آگ سے''۔ (التحریم:۶)

اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک:

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''تم اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، تاکہ تمہاری اولاد بھی تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرے'' (حاکم)

اس حدیث کی رو سے یہ بات خوب واضح ہے کہ آج ہم اپنے والدین کے ساتھ جس قسم کا سلوک کریں گے کل ہماری اولاد بھی ہمارے ساتھ بعینہ وہی سلوک کرے گی، لہذا انسان کو یہ بات خوب اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ اللہ نے یہ معاملہ تو خود انسان ہی کے حوالے کر دیا ہے اور اسی کے اختیار میں یہ چیز دے دی ہے، اب اس کی مرضی ہے کہ وہ اپنے لئے کیا چیز پسند کرتا ہے، آج وہ خود جو کچھ اپنے والدین کے ساتھ کرے گا کل وہی اس کے ساتھ بھی ہو جائے گا، قدرت کا قانون اٹل ہے جسے کوئی بدل نہیں سکتا لہذا انسان کو اللہ سے ڈرنا چاہیے اور تصور کی آنکھ سے اس منظر کو دیکھنا چاہیے کہ جب وہ خود بوڑھا، کمزور اور محتاج ہو چکا ہوگا، اور اس وقت اس کی دلی تمنا ہوگی کہ اس کی یہ اولاد جس کی خاطر اس نے زندگی بھر کولہو کے بیل کی طرح محنت کی، جس کا مستقبل سنوارنے کی خاطر اس نے اپنی کتنی ہی خواہشات اور آرزوؤں کا خون کیا، کاش آج یہ اولد اس کے لئے سہارا بن سکے اور اس کے بڑھاپے کے لئے لاٹھی کا کام دے سکے...... اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کی یہ آرزو پوری ہو اور اس کی اولاد اس کے بڑھاپے اور محتاجی وکمزوری کے وقت اس سے اپنی آنکھیں نہ پھیر لے اور اسے بے یار و مددگار نہ چھوڑے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ آج وہ خود بھی جس قدر ممکن ہو سکے اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرے۔

دارالافتاء مولانا مفتی مختار اللہ حقانی صاحب *

مسلمانوں کیلئے ویلنٹائن ڈے اور اپریل فُول منانا حرام ہے

استفتاء

بخدمت جناب مفتی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک السلام علیکم ورحمۃ اللہ، یہ ناکارہ ایک اہم اور ضروری مسئلہ کی طرف آپ حضرات کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہے وہ مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے وطن عزیز پاکستان بلکہ دیگر اسلامی ممالک میں لوگ ۱۴ فروری کا دن خوشی کے طور پر مناتے ہیں، اس دن لوگ اظہار محبت کے لئے ایک دوسرے کو کارڈز بھیجتے ہیں اور اس دن کو ویلنٹائن ڈے کہا جاتا ہے۔ ہم نے اس دن کے بارے میں یہ سنا ہے کہ یہ یہودیوں کا مذھبی تہوار ہے۔تو کیا مسلمانوں کو اس دن کا منانا اور ایک دوسرے کو ویلنٹائن کارڈز بھیجنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اسکی تاریخی حیثیت کیا ہے، کیا واقعی یہ یہود کا مذھبی تہوار ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں ہمیں اصل حقیقت سے آگاہ فرمائیں۔

والسلام دعاؤں کا طلبگار

محمد شاہد آف کرک حالاً کراچی (۲۵ فروری ۲۰۰۵ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب وباللہ التوفیق

مسلمان آج کل اس دور سے گزر رہے ہیں جس کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے آج سے کئی سوسال پہلے ارشاد فرمایا تھا کہ مسلمانوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ اس دور میں یہود وھنود کیساتھ مشابھت میں اس حد تک پہنچ جائیں گے کہ یہود میں سے اگر کوئی اپنی ماں کیساتھ اعلانیہ زنا کر چکا ہو تو اس دور کے بعض مسلمان بھی اسی طرح کریگا۔

---

* مفتی واستاد شعبہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء - جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

دور حاضر میں تقریباً مسلمانوں پر وہی حالت طاری ہوچکی ہے۔کبھی ہنود کی مذہبی تھوار بسنت کو بڑے اہتمام اور رغبت اور جوش وخروش سے مناتے ہیں حالانکہ ہندووں کے ہاں اس تہوار کو مذہبی اور ایک گستاخ رسول ہندو نوجوان حقیقت رائے دھری کی یاد میں مناتے ہیں اور مسلمان اس روز بھی لاکھوں روپے ضائع کرتے ہیں بلکہ آج کل تو مملکت خداداد پاکستان میں ہندوؤں کی مذہبی تہوار بسنت کو سرکاری سطح پر منانے کا اہتمام کیا جاتا ہے، اور اسی طرح مسلمان کبھی کرسمس منانے میں عیسائیوں کیساتھ دوش بدوش نظر آتے ہیں، تو کبھی عیسائیوں کے نئے سال کی آمد پر ایک دوسرے کو نیوائر کی مبارکباد دیتے ہیں اور یہ زبوں حالی مسلمانوں پر اسلئے آئی ہے کہ روشن خیال مسلمان انکو مہذب دنیا سمجھتی ہے اور اس بات سے ڈرتے ہیں کہ کئی اہل مغرب مسلمانوں پر قدامت پسندی اور بنیاد پرستی کا اعتراض نہ کرسکیں، اور وہ لوگ مسلمانوں کو روشن خیال اور اپنی طرح بزعم خور مہذب سمجھ کر ان سے راضی ہوں اور انکے دلوں میں مسلمانوں کیلئے محبت اور خلوص پیدا ہو۔ حالانکہ ایسا ہرگز ممکن نہیں کیوں کہ یہود وھنود مسلمانوں اور اسلام کے روز اول سے دشمن چلے آرہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں واضح اور صاف الفاظ میں فرمایا ہے ولن ترضی عنک الیھود ولا النصاریٰ حتی تتبع ملتھم (الایۃ) کہ یہ لوگ تم سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کے نظریات اور خواہشات کی تابعداری نہ کرو، تو اس اعلان عام کے بعد بھی ان لوگوں سے محبت کی امید رکھنا تعلیق بالمحال نہیں تو اور کیا ہے۔ اسلام کی ابتداء زمانہ سے لیکر آج تک یہود وھنود نے مسلمانوں کیساتھ کب اور کہاں جائز اور خلوص ومحبت کا رویہ رکھا، ان کو جب کبھی موقع ملا ہے مسلمانوں اور اسلام کو نقصان پہنچایا ہے اور اہل اسلام کو مذہبی، نظریات اور افرادی طور پر کمزور کرنے کیلئے لاکھوں، کروڑوں ڈالرخرچ کرتے ہیں۔ اسلئے مسلمانوں کو اس خواب غفلت اور خیال خام سے نکلنا ہوگا اور دوسروں کو بھی نکالنا ہوگا۔ تو ویلنٹائن ڈے منانا بھی یہود وھنود کیساتھ مشابھت کی ایک کڑی ہے، اس دن کی حقیقت اور تاریخی حیثیت کے بارے میں مختلف روایات منقول ہیں۔

۱) ایک روایت یہ ہے کہ دوسری صدی عیسوی میں روم پر کلاڈیس دوم کی حکومت تھی بادشاہ کو لڑنے کا بہت شوق تھا اس نے مضبوط فوج بنائی اور ہمسایہ ممالک پر فوج کشی کردی، جنگیں طویل ہوگئیں، فوجی مارے گئے، بادشاہ نے نئی بھرتیاں شروع کردیں، روم کے نوجوان ان دنوں عیش پرستی کا شکار ہوچکے تھے، وہ فوج میں بھرتی ہوتے اور جنگوں پر جانے سے کتراتے تھے۔ بادشاہ نے ان نوجوانوں کو فوج میں بھرتی کرنے کیلئے انوکھی ترکیب سوچی اس نے کنوارے مردوں کی شادی کرنے پر پابندی لگادی۔ بادشاہ کا کہنا تھا کہ کنوارہ نوجوان زیادہ بھادری سے لڑتا ہے، ان دنوں فوج میں بھرتی ہونے، لڑنے اور لڑائی سے واپس کرنے والوں کو شادی کی اجازت تھی، یہ رسم ظالمانہ تھی، ان دنوں روم کے کیتھولک چرچ میں ویلنٹائن نام کا ایک پادری تھا، اس نے بادشاہ کی اس پابندی کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کا فیصلہ کیا وہ رات کی تنہائیوں میں روم کے نوجوان مردوں اور عورتوں کو جمع کرتا اور انکی خفیہ شادیاں کرادیتا، بادشاہ کو

اسکے خفیہ ذرائع نے سینٹ ویلنٹائن کی حرکات کی اطلاع کردی گئی تو ویلنٹائن رنگے ہاتھوں گرفتار ہوگیا لہٰذا اسے گرفتار کر کے جیل میں بند کردیا گیا، سینٹ ویلنٹائن جیل میں اتوار کے روز قیدیوں اور عملے کو عبادت کرانے لگا، اسی عبادت کے دوران ایک روز اس نے جیلر کی اندھی بیٹی دیکھی اااور اسپر عاشق ہوگیا، وہ اسے خط لکھتا، یہ خط جیلر کی بیٹی کو اسکی ایک سہیلی پڑھ کر سناتی، ویلنٹائن پر مقدمہ چلا، اس نے اعتراف جرم کرلیا، جج نے اسے موت کی سزا سنادی، موت سے چند روز پہلے ویلنٹائن نے دنیا کا پہلا ویلنٹائن ڈے منایا، اس نے کاغذ کے ایک ٹکڑے پر فرام یور ویلنٹائن لکھااور اپنی محبوبہ کو بھیج دیا یہ فروری کے دوسرے ہفتے کا آخری دن تھا، اس رات ویلنٹائن کو موت کی سزا دے دی گئی یہ ۱۴ فروری ۲۷۰ء تھا اگلے سال روم کے نوجوانوں نے ویلنٹائن کی برسی پر ویلنٹائن ڈے منایا۔ (بحوالہ ضرب مؤمن تحریر یاسر محمد خان)

(۲) اس دن کی تاریخی حیثیت کے بارے میں دوسری روایت یہ ہے کہ تیسری صدی عیسوی میں روم میں ویلنٹائن نام کے ایک پادری تھے جو ایک راھبہ (Nun) کی زلفوں کے اسیر ہوئے، چونکہ عیسائیت میں راہبوں اور اھبات کیلئے نکاح ممنوع تھا اسلئے ایک دن ویلنٹائن صاحب نے اپنی معشوقہ کی تشفی کیلئے اسے بتایا کہ اسے خواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ ۱۴ فروری کا دن ایسا ہے کہ اس میں اگر کوئی راھب یا راھبہ منفی ملاپ بھی کرلیں تو اسے گناہ نہیں سمجھا جائے گا۔ راھبہ نے ان پر یقین کیا اور دونوں جوش عشق میں یہ سب کچھ کر گزرے کلیسا کی روایات کی یوں دھجیاں اڑانے پر ان کا حشر وہی ہوا جو عموماً ہوا کرتا ہے یعنی انہیں قتل کردیا گیا۔ بعد میں کچھ منچلوں نے ویلنٹائن صاحب کو شہید محبت کے درجہ پر فائز کرتے ہوئے انکی یاد میں دن منانا شروع کردیا۔

(بحوالہ محدث جلد ۳۲، شمارہ ۳، مارچ ۲۰۰۰ء)

اگرچہ ان واقعات کا مستند ہونا ثابت نہیں مگر اتنا یقین کیساتھ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ اس دن کا آغاز رومیوں سے ہوا ہے۔

(۳) تیسرا واقعہ انسائیکلو پیڈیا بک آف نالج میں ویلنٹائن ڈے کے تاریخی پس منظر کے بارے میں ہے کہ ویلنٹائن ڈے کے بارے میں یہ یقین سے کہا جاتا ہے کہ اس کا آغاز ایک رومی تہوار لوپر کالیا کی صورت میں ہوا۔ قدیم رومی مرد اس تہوار کے موقع پر اپنی دوست لڑکیوں کے نام اپنی قمیصوں کی آستینوں پر لگا کر چلتے تھے، بعض اوقات یہ جوڑے تحائف کا تبادلہ بھی کرتے تھے، بعد میں جب اس تہوار کو سینٹ ویلنٹائن ڈے کے نام سے منایا جانے لگا، تو اس کی بعض روایات کو برقرار رکھا گیا اسے ہر اس فرد کیلئے اہم دن سمجھا جانے لگا جو رفیق یا رفیقہ حیات کی تلاش میں تھا سترہویں صدی کی پرامید دوشیزہ کیطرف یہ بات منسوب ہے کہ اس نے ویلنٹائن والی شام کو سونے سے پہلے اپنے تکیہ کیساتھ پانچ پتے ٹانکے، اس کا خیال تھا کہ ایسا کرنے سے وہ خواب میں اپنے ہونے والے خاوند کو دیکھ سکے گی بعد ازاں لوگوں نے تحائف کی جگہ ویلنٹائن کارڈوں کا سلسلہ شروع کردیا۔

(بحوالہ ویلنٹائن ڈے، یوم اوباشی قاتل بسنت، شائع کردہ صدیقی ٹرسٹ)

(۴) یہ اس دن کی تاریخی حقیقت کے بارے میں تیسری روایت تھی، چوتھی روایت اس دن کے بارے میں انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا میں ہے لکھتے ہیں کہ سینٹ ویلنٹائن ڈے کو آج کل جس طرح عاشقوں کے تہوار کے طور پر منایا جاتا ہے یا ویلنٹائن کارڈز بھیجنے کی جو نئی روایت چل نکلی ہے اسکا سینٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق یا تو رومیوں کے دیوتا پر کالیا کے حوالہ سے پندرہ فروری کو منائے جانے والے تہوار بارآوری سے ہے یا پرندوں کے ایام اختلاط سے ہے۔ (بحوالہ محدث جلد ۳۲ شمارہ ۳، ۲۰۰۰ء)

(۵) پانچویں روایت یہ ہے کہ ویسے بھی فروری کا وسط اہل روم کے ہاں زمانہ قدیم سے متبرک سمجھا جاتا ہے، پندرہ فروری کو رومی موسم سرما اور موسم گرما کا عین درمیان سمجھتے ہیں انکا کہنا ہے یہ دو موسموں کے ملاپ کا دن ہے۔ اسلئے اس دن کو اہل روم اپنے گھروں کو خصوصیت کے ساتھ صاف کرتے تھے، پورے گھر میں نمک اور خاص قسم کی گندم جیسے سپلٹ کہا جاتا تھا بکھیرتے تھے، گھروں میں خوشبودار اگربتیوں کا بندوبست کیا جاتا تھا، انکا کہنا تھا کہ یہ زراعت کے دیوتا (Favnus) فیونس کا دن ہے، تمام شہر والے اسی دن (Favnus) فیونس کے مقدس غار کے گرد جمع ہوتے تھے، پادری مقدس دعائیں پڑھتا تھا اور اس کے لئے ایک بکری اور ایک کتے کی قربانی دی جاتی تھی، بکری کی قربانی اچھی فصلوں اور کتنے کی قربانی روحانی درجات بلند کرنے کیلئے دی جاتی تھی، اس کے بعد نوجوان لڑکے بکری کا سر باریک کاٹ دیتے تھے، پھر ان ٹکڑوں کو رسیوں سے باندھ کر بکری اور کتے کے خون میں ڈبوتے تھے اور اس خون کو مقدس خون سمجھا جاتا تھا، بعدازاں وہ لڑکے ان رسیوں کو لیکر شہر اور کھیتوں میں پھرتے تھے، روم کی خواتین ان رسیوں سے اپنے جسم کو مس کرتی تھی روم والوں کا خیال تھا کہ ان رسیوں کو شہر میں گھمانے سے شہر میں خوشحالی آئے گی، کھیتوں میں لے جانے سے اچھی فصلیں ہوں گی اور خواتین کو مس کرنے سے انکی صحت منداور پاک بازاولاد پیدا ہوگی، تو گویا یہ اصل میں روم کا قدیم تہوار تھا۔ بلکہ قدیم روم میں اس تہوار کو خاوند کے شکار کا دن سمجھا جاتا تھا۔ گویا رومی تہذیب میں عورت اپنے لئے خاوند تلاش کرے گی۔ جبکہ اسلامی معاشرے میں شادی بیاہ کی تمام تر ذمہ داری خاوند کے ذمہ لازم ہے، عورت کا خاوند کی تلاش میں باہر نکلنے کو بے حمیتی اور بے غیرتی سمجھی جاتی ہے، اسلام نے عورت کو ایک قابل احترام مقام دے رکھا ہے۔ (بحوالہ ضرب مؤمن تحریر یاسر محمد خان)

تو ان تاریخی روایات سے معلوم ہوا کہ ۱۴، اور ۱۵ فروری کا دن یہود اور اہل روم کے تہوار کا دن ہے وہ لوگ اس دن کو مذہبی اور روایتی طور پر مناتے ہیں اسلئے مسلمان ہونے کے ناطے سے کسی بھی مسلمان کیلئے شرعاً اور اخلاقاً ہرگز روا نہیں کہ وہ اس دن کو خوشی کا دن منائیں۔ اسمیں ایک دوسرے کو کارڈز بھیج دے اور خوشیاں منائے، اور اگر بالفرض اس دن کے ان تاریخی حقائق کو پس پشت ڈال کر دیکھا جائے تو مسلمانوں کیلئے اس دن کا منانا تب بھی جائز

اپریل فول......

نہیں ہے اسلئے ویلنٹائن ڈے کے موقع پر اہل یورپ انسان سوز اعمال کا ارتکاب کرتے ہیں، جنس پرست اور عیاش مردوزن وہ حرکات وسکنات کرتے ہیں جنکے مشاہداتی واقعات بعض رسائل، وجرائد، اور اخبارات میں شائع کئے جاچکے ہیں، اسلئے یہ دن ہر اعتبار سے اوباشی کا دن ہے، اس دن کے منانے سے اہل یورپ کا اصل مقصود مردوزن میں ناجائز تعلقات کوفروغ دینا ہے بلکہ اس طریقہ کار کو تقدس عطاء کرنا، لوگوں میں جنسی بے راہ روی پیدا کرنا ہے اور اسی کے سہارے مسلمانوں سے غیرت ایمانی نکالنا ہے۔ اور اسی پر عمل کرتے ہوئے اسلامی ممالک میں مغرب زدہ لوگ مسلمانوں کو اخلاقی زوال سے دوچار کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ حالانکہ اسلام نظام حیات کا وہ قانون ہے جس نے ہر اس عمل کو حرام اور ناجائز قرار دیا ہے جو اس قسم کے ناجائز تعلقات، خرافات اور جنسی بے راہ روی کے قیام کا سبب بنتے ہوں، مثلاً اسلام نے کسی غیر محرم کا اجنبی عورت کی طرف دیکھنے کو آنکھوں کا زنا قرار دیا ہے۔ اور بیوی کو اس بات سے منع کیا ہے کہ وہ اپنے شوہر کے سامنے کسی غیر محرم عورت کے صفات بیان نہ کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لاتباشر المرأة المرأة فتنعتها لزوجها کانه ینظر الیها (مشکوۃ ۲/۲۰۵ رقم حدیث ۳۰۹۹) کہ کوئی عورت دوسری عورت کیساتھ مباشرت نہ کرے، پس وہ عورت اپنی شوہر کو اس دوسری عورت کے محاسن بیان کرے گی اور یہ ایسا ہوگا کہ گویا وہ اسکو دیکھ رہا ہے۔

اسلئے اسلامی تعلیمات کی رو سے ایک مسلمان کیلئے اس دن کے منانے کی ہرگز گنجائش نہیں لہٰذا جو مسلمان اس دن کو مناتے ہیں اور اسمیں ایک دوسرے کو ویلنٹائن کارڈز بھیجتے ہیں وہ دیگر محرمات کیساتھ ساتھ یہود وھنود کیساتھ مشابھت اختیار کرنے کے جرم کا ارتکاب بھی کرتے ہیں جس سے یہود وھنود کی نظریاتی جماعت کو تقویت ملتی ہے، حالانکہ شریعت مطہرہ نے غیر مسلموں کیساتھ انکے مخصوص نظریات، طور طریقے اور مذہبی روایات میں مشابھت سے منع فرمایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا من تشبه بقوم فهو منهم (الحدیث) جو کسی قوم کیساتھ مشابہت کرے تو وہ ان میں سے ہے۔

اسکے علاوہ غیر مسلموں کے تھواروں اور دیگر رسم ورواج اور مذھبی مجالس اور طریقہ کار میں شرکت انکی جماعت کو زیادہ کرنا ہے اور یہ بھی شرعاً ممنوع ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ من کثر سواد قوم فهو منهم (الحدیث) جس نے کسی قوم کی جماعت کو زیادہ کیا وہ ان میں سے ہے۔ یعنی اسطرح کی مشابھت اور انکی جماعت زیادہ کرنے سے انکے ساتھ قیامت کے دن حشر اور انکی جماعت میں اٹھنے کا خوف ہے۔

اس سے قطع نظر اسلام ایک الہامی دین ہے، اور اسکے بھی کچھ روایات اور اقدار ہیں جنکی پاسداری کرنا ہر متبع اسلام کی ذمہ داری ہے، اسلام نے مسلمانوں کیلئے دو تہوار (عیدالفطر وعیدالاضحیٰ) مقرر کئے ہیں اور ان تہواروں میں حدود شرع کے اندر رہتے ہوئے خوشی اور اظہار مسرت کی اجازت دی ہے، اور اس سے قبل جتنے بھی تہوار مروج تھے اسکو

یکسر ختم کر دیا، سنن نسائی میں حضرت انسؓ کی راویت ہے کہ دور جاہلیت میں مدینہ منورہ کے لوگ سال میں دو تہوار منایا کرتے تھے، جب آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اپنے جانثار صحابہ کرامؓ سے فرمایا و قد ابدلکم الله بهما خيراً منهما، يوم الفطر ويوم الاضحى ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان دو تہواروں کے بدلے دو اچھے تہوار عطاء کر دیئے ہیں جو ان تہواروں سے بہتر ہیں اور وہ عید الفطر و عید الاضحیٰ ہیں۔ حالانکہ مدینہ منورہ کے ان دو تہواروں میں کوئی مذھبی رنگ شامل نہ تھا وہ صرف ثقافتی تہوار تھے، لیکن اس کے باوجود آنحضرت ﷺ نے امت کیلئے ناجائز قرار دے دیا، اور پھر جب ان تہواروں میں غیر مسلموں کا مذہبی رنگ بھی شامل ہو تو پھر اسکے جواز اور رخصت کی گنجائش کہاں سے نکل آسکتی ہے۔ اس روایت نے صاف الفاظ میں واضح کر دیا کہ کسی نئے یا پہلے سے رائج شدہ غیر مسلموں کے تہواروں کو اسلامی معاشرے میں داخل کرنا یا از خود کوئی نئی تہوار مقرر کرنا اضافہ فی الدین کے مترادف ہے اور پھر جب خاص کر اس میں بے ہودگی، جنسی بے راہ روی اور اسلامی اقدار کی پامالی نظر آنے لگے۔ ان خرافات اور بے راہ روی کی وجہ سے عیسائی پادریوں نے اس دن کی مذمت میں سخت بیانات دیئے، بنکاک میں ایک عیسائی پادری نے بعض افراد کو لے کر ایسی دکان کو نذر آتش کر دیا جس پر ویلنٹائن کارڈ فروخت ہو رہے تھے۔

(بحوالہ ویلنٹائن ڈے یوم اوباشی قاتل بسنت ص ۵)

رسول اللہ ﷺ غیر مسلموں کے تہواروں کے بارے میں اتنے حساس تھے جس کا اندازہ اس روایت سے لگایا جاسکتا ہے۔ ثابت بن الضحاک قال نذر رجل على عهد رسول الله ﷺ ان ينحر ابلا ببوانة فاتى النبى ﷺ فقال انى نذرت ان انحر ابلا ببوانة فقال النبى ﷺ هل كان فيها وثن من اوثان الجاهلية يعبد قالوا لاقال هل كان فيها عيد من اعيادهم قالوا لاقال النبى ﷺ اوف بنذرك فانه لا وفاء لنذر فى معصية الله ولا فيما لا يملك ابن آدم۔

(سنن ابى داؤد ۲/ ۱۱۳ باب مايؤمر به من وفاء النذر)

کہ ایک صحابیؓ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں نے بوانہ نامی جگہ پر اونٹ ذبح کرنے کی منت مانی ہے، تو آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا کہ کیا دور جاہلیت میں وہاں کسی بت کی پوجا ہوتی تھی؟ تو صحابہ نے عرض کیا نہیں تو پھر آپ ﷺ نے (دوسرا سوال کیا) هل كان فيها عيد من اعيادهم؟ کیا وہاں مشرکین تہواروں میں سے کوئی تہوار کو وہاں منعقد نہیں ہوتا تھا تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے اس شخص سے فرمایا کہ اب جاؤ اور اپنی نذر پوری کرو کیونکہ جس نذر میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا عنصر پایا جائے اسے پورا کرنا جائز نہیں۔

اس روایت پر اگر غور کیا جائے تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ آپ ﷺ غیر مسلموں تہواروں کے بارے میں

کتنے حساس تھے، غیر مسلموں کے تہواروں کو مسلمانوں کیلئے منانا تو دور کی بات اگر کسی جگہ کسی وقت غیر مسلم تہوار منعقد ہو چکے ہوں اور بعد میں ختم ہو چکے ہوں اور وہاں پر مسلمانوں کا کوئی صرف مشابہت کا شک پیدا کرے تو وہاں پر جائز ذمہ داری پورا کرنا جائز نہیں۔ مگر افسوس کہ آج کے مسلمان غیر مسلموں کے تہواروں کو پروان چڑھاتے ہیں اور انکو بہت ہی اہتمام اور جوش وخروش کیساتھ مناتے ہیں، اور ان اقوام جن کے ہاں تہذیب کا کوئی نام ونشان بھی نہیں تو ان کیساتھ مشابہت اختیار کرتے ہیں اور اسکو روشن خیالی اور اعزاز سمجھتے ہیں۔

حالانکہ اہل یورپ اور امریکیوں جیسے جنس پرست قوم کیساتھ شانہ بشانہ چلنا ہمارے لئے کوئی اعزاز کی بات تو نہیں، ان اقوام کی تہذیب اور کلچر نے صرف اپنا نہیں ہماری نئی نسل کے کردار کو بھی مسخ کر دیا ہے اسلئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ خود بھی اس قسم کے خرافات، لغویات اور گناہ کے امور سے بچیں اور دوسرے ناسمجھ مسلمانوں کو بھی اسمیں مبتلا ہونے سے بچائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو راہ ہدایت پر مستقیم فرمائے اور ہمیں یہود وھنود کی چالوں سے محفوظ اور امان میں رکھے، امین۔ وھوالموفق

مختار اللہ حقانی۔ خادم التدریس والافتاء

جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک یکم مارچ ۲۰۰۵ء

اپریل فُول منانا حرام وناجائز ہے۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ یکم اپریل کو بعض افراد لوگوں کو بے وقوف بنانے کے لئے ان کے گھر ٹیلی فون، خط یا کسی اور ذریعے سے کوئی حادثاتی پیغام وغیرہ دیتے ہیں جبکہ وہ یہ پیغام محض جھوٹ پر مبنی ہوتا ہے۔ اس پیغام سے بعض کمزور دل والوں کی موت تک واقع ہو جاتی ہے۔ جبکہ بعض کو مالی نقصان پہنچ جاتا ہے۔ اور کئی لوگ اس پیغام سے بیمار پڑ جاتے ہیں۔ لیکن قانونی لحاظ سے اس پیغام رساں کا کوئی تعاقب نہیں کیا جاتا اور نہ وہ شخص سزا کا مستحق ٹھہرایا جاتا ہے کیونکہ دنیا بھر میں یہ خاص دن مذاق اور مسخرے کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اور اس دن کا نام اپریل فول رکھا گیا ہے۔ اس طرح کی اطلاع سے مختلف حادثات رونما ہوتے ہیں امید ہے آنجناب اس سے آگاہ ہوں گے، اس لئے آنجناب سے اس دن کی شرعی حیثیت معلوم کرنا ہے کہ اس دن کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور کیا اس دن کو بنیاد بنا کر اس کے سہارے لوگوں کو جانی اور مالی نقصان دینا جائز ہے، مہربانی فرما کر اس دن کی تاریخی حقائق پر بھی آگاہ کریں......

(حافظ عبداللہ مصطفیٰ) شاہدرہ لاہور ۔ ۱۱ مارچ ۲۰۰۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب و باللہ التوفیق

مغرب میں زمانہ قدیم سے کئی مختلف خلاف فطرت اور خلاف عقل امور کا ارتکاب رائج ہیں، کبھی تو وہ لوگ اظہار محبت کے لئے ۱۴۔۱۵ فروری کو عجیب وغریب انداز اختیار کرتے ہیں۔ اور اس اظہار محبت کے لئے انہوں نے اس کو ۱۴، ۱۵ فروری کو ویلنٹائن ڈے کے نام سے مناتے ہیں تو کبھی یکم اپریل کے دن لوگوں کو بے وقوف بنانے اور ان کو دھوکہ دینے کے لئے جھوٹ بول کر اس قبیح حرکت کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور اس جھوٹ اور دھوکہ کو نہ صرف جائز بلکہ اس پر فخر کیا جاتا ہے اور اس شخص کو یکم اپریل کی تاریخ سے صحیح فائدہ اٹھانے والا سمجھا جاتا ہے۔ مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ مسلم معاشرہ میں بھی مغرب کی یہ بے ہودہ تہذیب سرایت کر چکی ہے۔ اور ان کی اس بد تہذیبی سے متاثر ہو کر ان کے ساتھ اس قسم کے بیہودہ اور خلاف عقل وفطرت امور میں شانہ بشانہ چلتے ہیں اور اس کو اپنے لئے ترقی، روشن خیالی اور لبرل خیال تصور کرتے ہیں، جبکہ اسلام نے ہم کو اس سے منع کیا ہے کہ من تشبه بقوم فهو منهم (الحدیث) جس نے کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کی وہ ان میں سے ہے اور اس کے علاوہ اسلام ایک دین فطرت ہے۔ لقوله عليه السلام كل مولود يولد على الفطرة فابواه يهودانه او ينصرانه اويمجسانه (الحدیث) اور فطرت اس بات کی کہ ہرگز اجازت نہیں دیتی ہے کہ جھوٹ بول کر یا دھوکہ دے کر کسی کو نقصان پہنچایا جائے۔ یا اس کو ذہنی کوفت وتکلیف میں مبتلا کیا جائے۔ اسلام نے اپنے ابدی اور سرمدی قانون میں لوگوں کے اموال اور جان کے تحفظ کا درس دیا ہے۔ اور یہ قانون جاری کیا ہے کہ من قال لا اله الا الله عصم منى دماءه واموالہ الا بحقه (الحدیث) کہ جو لا الہ الا اللہ کہے تو اس کی جان ومال دونوں مجھ سے محفوظ ہوئے الا حق کے ساتھ۔ بلکہ غیر مسلم مستامنین، ذمیین اور دار الاسلام میں باجازت آنے والوں واردین کے اموال اور جان کی بھی تحفظ کا حکم دیا ہے۔ اور اس تحفظ لازمی اور بلا وجہ شرعی کسی کو تکلیف دینے کو حرام قرار دیا ہے۔ اور قانون نافذ کیا ہے کہ لاضرر ولاضرار فی السلام (الحدیث) کہ اسلام میں ضرر اور ضرار دونوں نہیں۔ اس کے علاوہ جھوٹ بولنے اور دھوکہ دینے کو حرام قرار دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں من غشنا فليس منا (الحدیث) جس نے ہم کو دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں اور اسی طرح جھوٹ کو منافقین کی نشانیوں میں شمار کیا گیا، آپ ﷺ نے آية المنافق ثلاثة اذا حدث كذب اذا اتمن خان واذا وعد اخلف (الحدیث) کہ منافق کی نشانیاں تین ہیں۔ جب وہ بات کرے گا، جھوٹ بولے گا، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے گی اس میں خیانت کرے گا، اور جب وہ وعدہ کرے گا تو اس کے خلاف کرے گا۔ چونکہ اپریل فول میں ان تمام قبیح امور کا ارتکاب کیا جاتا ہے اس لئے اس دن کا منانا شرعاً حرام وناجائز ہے۔ اس کے علاوہ اس دن کا تاریخی پس منظر بھی قبیح ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد

تقی عثمانی مدظلہ العالی اس دن کے تاریخی پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

.... اس رسم کی ابتداء کیسے ہوئی؟ اس بارے میں مورخین کے بیانات مختلف ہیں، بعض مصنفین کا کہنا ہے کہ فرانس میں سترھویں صدی سے پہلے سال کا آغاز جنوری کے بجائے اپریل سے ہوا کرتا تھا، اس مہینے کو رومی لوگ اپنی دیوی وینس (Venus) کی طرف منسوب کر کے مقدس سمجھا کرتے تھے، وینس کا ترجمہ یونانی زبان میں Aphrodite (اپروڈائٹ) کیا جاتا ہے اور شاید اسی یونانی نام سے مشتق کر کے مہینے کا نام اپریل رکھ دیا گیا۔

(برٹانیکا پندرہواں ایڈیشن ص۔۲۹۲، ج:۸)

لہٰذا بعض مصنفین کا کہنا یہ ہے کہ چونکہ یکم اپریل سال کی پہلی تاریخ ہوتی تھی، اور اس کیساتھ ساتھ ایک بت پرستانہ تقدس بھی وابستہ تھا، اس لئے اس دن کو لوگ جشنِ مسرت منایا کرتے تھے، اور اسی جشنِ مسرت کا ایک حصہ ہنسی مذاق بھی تھا جو رفتہ رفتہ ترقی کر کے اپریل فُول کی شکل اختیار کر گیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس جشن مسرت کے دن لوگ ایک دوسرے کو تحفے دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے تحفے کے نام پر کوئی مذاق کیا جو بالآخر دوسرے لوگوں میں بھی رواج پکڑ گیا۔

برٹانیکا میں اس رسم کی ایک اور وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ۲۱/ مارچ سے موسم میں تبدیلیاں آنی شروع ہوتی ہیں، ان تبدیلیوں کو بعض لوگوں نے اس طرح تعبیر کیا کہ (معاذ اللہ) قدرت ہمارے ساتھ مذاق کر کے ہمیں بے وقوف بنا رہی ہے لہٰذا لوگوں نے بھی اس زمانے میں ایک دوسرے کو بے وقوف بنانا شروع کر دیا۔ (برٹانیکا، ص:۴۹۶، ج:۱)

یہ بات اب بھی مبہم ہی ہے کہ قدرت کے اس نام نہاد ''مذاق'' کے نتیجے میں یہ رسم چلانے سے ''قدرت'' کی پیروی مقصود تھی، یا اس سے انتقام لینا منظور تھا؟

ایک تیسری وجہ انیسویں صدی عیسوی کی معروف انسائیکلو پیڈیا ''لاروس'' نے بیان کی ہے، اور اسی کو صحیح قرار دیا ہے، وہ وجہ یہ ہے کہ دراصل یہودیوں اور عیسائیوں کی بیان کردہ روایات کے مطابق یکم اپریل وہ تاریخ ہے جس میں رومیوں اور یہودیوں کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تمسخر اور استہزاء کا نشانہ بنایا گیا، موجودہ نام نہاد انجیلوں میں اس واقعے کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں، لُوقا کی انجیل کے الفاظ یہ ہیں:

''اور جو آدمی اسے (یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کو) گرفتار کئے ہوئے تھے اس کو ٹھٹھے میں اڑاتے اور مارتے تھے، اور اس کی آنکھیں بند کر کے اس کے منہ پر طمانچے مارتے تھے اور اس سے یہ کہہ کر پوچھتے تھے کہ نبوت (یعنی الہام) سے بتا کہ کس نے تجھ کو مارا؟ اور طعنے مار مار کر بہت سی اور باتیں اس کے خلاف کہیں'' (لوقا۲۲: ۶۳ تا ۶۵)

انجیلوں میں ہی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ پہلے حضرت مسیح علیہ السلام کو یہودی سرداروں اور فقیہوں کی عدالتِ عالیہ میں پیش کیا گیا، پھر وہ انہیں پیلاطس کی عدالت میں لے گئے کہ ان کا فیصلہ وہاں ہوگا، پھر پیلاطس نے انہیں ہیرو ڈیس کی عدالت میں بھیج دیا، اور بالآخر ہیرو ڈیس نے دوبارہ فیصلے کے لئے ان کو پیلاطس ہی کی عدالت میں بھیجا۔

لاروس کا کہنا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو ایک عدالت سے دوسری عدالت میں بھیجنے کا مقصد بھی ان کے ساتھ مذاق کرنا' اور انہیں تکلیف پہنچانا تھا اور چونکہ یہ واقعہ یکم اپریل کو پیش آیا تھا' اس لئے اپریل فول کی رسم درحقیقت اسی شرمناک واقعے کی یادگار ہے۔

اپریل فُول منانے کے نتیجے میں جس شخص کو بے وقوف بنایا جاتا ہے' اسے فرانسیسی زبان میں Poisson d`avril (پوائزن ڈیورل) کہا جاتا ہے جس کا انگریزی ترجمہ April Fish (اپریل فِش) ہے' یعنی اپریل کی مچھلی (برٹانیکا' ص:۴۹۶' ج:۱) گویا جس شخص کو بے وقوف بنایا گیا ہے وہ پہلی مچھلی ہے جو اپریل کے آغاز میں شکار کی گئی۔ لیکن لاروس نے اپنے مذکورہ بالا موقف کی تائید میں کہا ہے کہ Poission (پوائزن) کا لفظ جس کا ترجمہ ''مچھلی'' کیا گیا ہے' درحقیقت اسی سے ملتے جلتے ایک اور فرانسیسی لفظ Posion (پوزَن) کی بگڑی ہوئی شکل ہے جس کے معنی ''تکلیف پہنچانے'' اور ''عذاب دینے'' کے ہوتے ہیں۔ لہذا یہ رسم درحقیقت اس عذاب اور اذیت کی یاددلانے کے لئے مقرر کی گئی ہے جو عیسائی روایات کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پہنچائی گئی تھی۔

ایک اور فرانسیسی مصنف کا کہنا ہے کہ دراصل Poisson (پوائزن) کا لفظ اپنی اصل شکل ہی پر ہے۔ لیکن یہ لفظ پانچ الفاظ کے ابتدائی حروف کو ملا کر ترتیب دیا گیا ہے' جن کے معنی فرانسیسی زبان میں بالترتیب عیسیٰ' مسیح' اللہ' بیٹا اور فدیہ ہوتے ہیں۔ گویا اس مصنف کے نزدیک بھی اپریل فول کی اصل یہی ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مذاق اڑانے اور انہیں تکلیف پہنچانے کی یادگار ہے۔ ...... (نظر و فکر ۶۶' تا۶۹)

ان تاریخی حقائق سے یہ بات واضح ہوئی کہ اپریل فول کی رسم یا وینس نامی دیوی کی طرف منسوب ہے یا (معاذ اللہ) قدرت کے مذاق کا ردعمل ہے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مذاق اڑانے کی یادگار ہے۔

تو بہرصورت اس رسم کا رشتہ کسی نہ کسی توہم پرستی یا گستاخانہ نظریہ سے ہے' اس لئے اسلامی اصول کے مطابق مسلمانوں کے لئے اس قسم کا دن منانا ہرگز جائز نہیں اور خصوصاً جب اس میں اس قسم کے کفریہ نظریات کے ساتھ اس میں دیگر گناہ مثلاً' دھوکہ' جھوٹ' دوسروں کو اذیت پہنچانے جیسے قبیح امور و اعمال کا آمیزا پایا جائے۔

مسلمانوں کو اس قسم کے بیہودہ اور خلافِ اسلام نظریہ کی پیروی کرنے سے احتراز کرنا چاہیے۔

وھوالموفق

مختار اللہ حقانی۔ خادم التدریس والافتاء

جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ۱۲/ مارچ ۲۰۰۵ء

جناب شفیق الدین فاروقی

دارالعلوم کے شب وروز

حضرت مہتمم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا دورۂ قطر:

حضرت مہتمم مولانا سمیع الحق صاحب ۲۳ فروری کو قطر تشریف لے گئے اور وہاں کے دارالخلافہ دوحہ میں الحملۃ العالمیۃ لمقاومۃ العدوان (Global Anti-Aggression Campaign) کی سہ روزہ تاسیسی کانفرنس میں شرکت کی اور ساری کاروائی میں بھرپور حصہ لیا۔ یہ دورۂ مولانا نے اس تنظیم کے اصرار اور دعوت پر کیا۔ مولانا نے کانفرنس کی اختتامی نشست میں عربی میں خطاب کیا اور اس میں عالم اسلام کے مقابلہ میں پورے عالم کفر کی صف آراء ہونے اور ان حالات پر ملت مسلمہ کی ذمہ داریوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ مولانا نے کہا اسلام امن و سلامتی کا واحد مذہب ہے مگر سلامتی کے ساتھ ساتھ وہ ظلم کو تسلیم نہ کرنے کا بھی درس دیتا ہے اس وقت پوری امت کی قیادتوں کا فریضہ ہے کہ وہ ایک پلیٹ فارم سے دشمن کے جارحانہ اقدامات اور سازشوں کا مقابلہ کریں یہ وہ دشمن ہے جو مسلمانوں کے اسلامی تشخص کا ہر ہر نشان مٹانے پر تلا ہوا ہے مسلمانوں کی تعلیم تہذیب وتمدن اور معاشرتی و معاشی زندگی کو تباہ کیا جارہا ہے انہوں نے نو تشکیل تنظیم کو وقت کی ضرورت قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ تنظیم عالمی طور پر گفت وشنید اور مذاکرات اور ذرائع ابلاغ سے کام لے کر دنیا کو اسلام کا نورانی چہرہ متعارف کرائے جس کا دہشت گردی سے دور دور کا بھی تعلق نہیں۔ کانفرنس میں پوری دنیا سے تقریباً ڈھائی سو افراد نے شرکت کی' کانفرنس کے منتظم شیخ دکتور عبدالرحمان عمر النعیمی اور دیگر عالمی زعماء اور شرکاء سے مختلف امور پر تبادلہ خیال بھی ہوتا رہا۔ کانفرنس کے صدر سعودی عرب کے شیخ سفر الحوالی اور جناب عبدالرحمان النعیمی سیکریٹری جنرل منتخب ہوئے۔ اس موقع پر قطر میں موجود پاکستانی علماء اور معززین بھی جوق در جوق مولانا کے قیام گاہ میں آکر ملتے رہے۔ جمعہ کی نماز مولانا نے دوحۃ جدید کی مسجد میں پڑھی اور نماز جمعہ کے بعد بہت بڑے مجمع سے خطاب کیا۔ مولانا نے کہا اس وقت عالم اسلام بالخصوص عالم عرب دشمن کے نرغے میں ہے اسرائیل امریکہ اور بھارت سب مل کر ہمارے جغرافیائی اور تہذیبی نقشوں کو تبدیل کرنے کے درپے ہیں۔ اس کو روکنے کے لئے تمام مسلمانوں کو مل کر حکمت اور تدبر کا راستہ اختیار کرنا ہوگا ورنہ تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔ انہوں نے پاکستانی احباب بالخصوص حاجی گل محمد مولانا قیام الدین صاحب وغیرہ کی طرف سے دیئے گئے عشائیہ میں بھی شرکت کی اور خطاب بھی کیا۔

ناروے کے نائب وزیر خارجہ اور دیگر اعلیٰ حکومتی وفد کی دارالعلوم آمد:

۸ مارچ کو ناروے کے ڈپٹی وزیر خارجہ وائڈر ایل جی سن (Vidar Helgesen) کی قیادت میں ایک اعلیٰ وفد حضرت مولانا سمیع الحق سے ملاقات کے لئے دارالعلوم تشریف لائے۔ وفد میں ناروے کے سفیر جینس بجورن کینیون (Janis Bjorn Kanivin) اور سیکنڈ سفیر رمزلین کے علاوہ ناروے وزارت خارجہ اور میڈیا کے اہم افراد بھی شامل تھے۔ انہوں نے تین گھنٹے تک مولانا سمیع الحق سے عالم اسلام کو درپیش مسائل اور مسلمانوں کے ساتھ مغرب اور امریکہ کی کشمکش، مسلمانوں کے نظام تعلیم بالخصوص مدارس عربیہ کے بارے میں تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔ بعد میں وفد نے دارالعلوم کے مختلف شعبوں کا معائنہ بھی کیا اور دارالعلوم کے مثالی نظم ونسق اور نصاب سے انتہائی متاثر ہوئے۔

نئے گورنر صوبہ سرحد کی دارالعلوم آمد

صوبہ سرحد کے نئے مقرر کردہ گورنر سرحد کمانڈ خلیل الرحمٰن نے دارالعلوم میں حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ سے تفصیلی ملاقات کی۔ اور آپ نے دارالعلوم کے مختلف حصوں کا معائنہ کیا اور بانی مدرسہ حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کے مزار پر فاتحہ خوانی کی۔ کمانڈر خلیل الرحمٰن سینٹ میں مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے دیرینہ ساتھی رہے ہیں۔ آپ نے حلف برداری سے پہلے دارالعلوم آکر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے تفصیلی ملاقات کی اور ان سے رہنمائی طلب کی۔ اس موقع پر جمعیت کی اعلیٰ قیادت اور مدرسے کے اساتذہ نے آپ کا استقبال کیا۔

وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات شیخ رشید احمد کی دارالعلوم آمد:

گزشتہ دنوں وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات جناب شیخ رشید احمد دارالعلوم تشریف لائے اور آپ نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب سے موجودہ نئے سیاسی حالات کے متعلق تفصیلی تبادلہ خیال کیا مولانا مدظلہ نے انہیں پاسپورٹ میں مذہب کے خانے کی بحالی اور محسن پاکستان ڈاکٹر قدیر خان کے خلاف جاری اقدامات کے خلاف حکومت پر سخت تنقید کی اور ناراضگی کا اظہار کیا۔ اور ان پر زور دیا کہ وہ پاکستانی عوام کی رائے کا احترام کریں۔ وفاقی وزیر نے دارالعلوم کے امتحان ہال کا بھی معائنہ کیا اور مختلف حصوں کا جائزہ بھی لیا۔

برٹش ہائی کمیشن اور برطانیہ کے اعلیٰ سطحی وفد کی دارالعلوم آمد:

گزشتہ دنوں برٹش ہائی کمیشن اسلام آباد اور برطانوی وزیر خارجہ کے اعلیٰ نمائندے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور انہوں نے مدیر الحق حافظ راشد الحق سے تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔ وفد میں سینئر پولیٹکل آفیسر پیٹر بوکسر' برطانوی وزارت خارجہ کے اعلیٰ آفسر کرس سٹمسن جو پاکستانی ڈیسک کے سربراہ ہیں اس کے علاوہ آپ کے ہمراہ میتھو فارمن جو ریسرچ سکالر اور تجزیہ نگار ہیں وہ بھی شامل تھے۔ اس کے علاوہ پولیٹکل پروٹوکول آفیسر محترمہ حمیرا صاحبہ تھیں۔ وفد نے

مدیر الحق سے حقانیہ کے نصاب تعلیم افغانستان کی صورتحال اور پاکستان اور عالم اسلام کی مجموعی صورتحال پر سیر حاصل گفتگو کی۔

عالمی قراء کی دارالعلوم آمد اور ایوان شریعت ہال میں قرأت

دارالعلوم حقانیہ ایک عالمی ادارہ ہے جہاں سیاسی، مذہبی اور علمی اور عالمی شخصیات وقتاً فوقتاً تشریف لاتی رہتی ہیں۔ اسی سلسلے میں ان دنوں پاکستان کے دورے پر بین الاقوامی قراء کی ایک جماعت پاکستان آئی ہوئی ہے انہوں نے مختلف شہروں میں فن قرأت کا مظاہرہ کیا۔ اس سلسلے میں آپ حضرات دارالعلوم بھی تشریف لائے اور حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب مدظلہ کی معیت میں ایوان شریعت ہال میں طلباء دارالعلوم کے سامنے فن قرأت کا شاندار مظاہرہ کیا۔ ان قراء حضرات میں سب سے نمایاں عالم اسلام کے ممتاز و مشہور قاری عبدالباسطؒ کے صاحبزادے قاری یاسر عبدالباسط عبدالصمد۔ شیخ قاری عبداللطیف مدرس مسجد نبوی اور ایران، مصر، سعودی عرب اور پاکستان کے معروف قراء بھی شامل وفد تھے۔ ان لوگوں نے دارالعلوم میں کچھ وقت گزارا اور دارالعلوم کی کارکردگی کو سراہا۔

دارالعلوم کے اساتذہ کرام کا سفر حج:

استاد حدیث حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب مدظلہ، مولانا حامد الحق، مدیر الحق مولانا حافظ راشد الحق بمعہ اہل وعیال و مولانا حافظ عرفان الحق، مولانا حافظ لقمان الحق اور دارالعلوم کے قدیم خادم محمد شریف وغیرہ نے اس سال حج کی سعادت حاصل کی۔ آپ حضرات گزشتہ ماہ کی مختلف تاریخوں میں خیر و عافیت کے ساتھ وطن واپس تشریف لائے۔

دارالعلوم کے طلباء کا دوسرا امتحانی جائزہ:

اساتذہ کرام کی مشاورت سے امتحانات کے بارے میں فیصلہ کیا گیا تھا کہ بجائے سہ ماہی اور ششماہی امتحانات کے ایک امتحان طلبہ سے وسط سال میں لیا جائے گا۔ اور متبادل کے طور پر ہر ماہ طلباء کی استعداد اور کوشش و محنت کا جائزہ لینے کے لئے ہر ماہ ایک تفصیلی ٹسٹ امتحان لیا جائے گا۔ چنانچہ ۱۱، ۱۲/ مارچ کو دارالعلوم کے تمام درجات کا جائزہ امتحان لیا گیا تاکہ طلباء امتحان کی تیاری کے سلسلے میں غافل نہ ہوں اور ان کی تیاری جاری ہے۔

دارالعلوم کے انتہائی مخلص جناب میاں حضران بادشاہ صاحبؒ کے لئے دعائے صحت کی اپیل

دارالعلوم کے انتہائی قدیم، مشفق اور مخلص جناب میاں حضران صاحب ان دنوں لاہور کے ایک ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ آپ کے دل کا بائی پاس کا آپریشن ہوا ہے۔ الحمد للہ اب طبیعت پہلے سے کافی بہتر ہے۔ قارئین الحق اور دارالعلوم کے فضلاء سے آپ کیلئے دعائے صحت کی درخواست ہے۔ اس کے علاوہ دارالعلوم کے سابق شعبہ حفظ کے مدرس قاری رمضان صاحب کی والدہ ماجدہ کا انتقال گزشتہ دنوں ہوا۔ مرحومہ کیلئے رفع درجات کیلئے دعا ہے۔

مدیر کے قلم سے

تعارف تبصرہ کتب

درس قرآن: حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانیؒ　　ترتیب: مولانا عتیق الرحمان سنبھلی صاحب

ضخامت: ۶۲۸ صفحات　　قیمت: -/۲۰۰ روپے

ملنے کا پتہ: دارالکتاب۔کتاب مارکیٹ اردو بازار لاہور

عرض مرتب کے زیر عنوان مولانا عتیق الرحمان صاحب سنبھلی رقمطراز ہیں ''درس قرآن کا یہ مبارک سلسلہ سورۃ فاتحہ سے آخری سورۃ الناس تک مکمل ہوا تھا۔مگر یہ مجموعہ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے یہ اس کے بس اس تھوڑے سے حصہ پر مشتمل ہے جو ماہنامہ ''الفرقان'' میں شائع ہو سکا۔ پڑھنے والے محسوس کریں گے کہ باقی بڑے حصے کا اس مجموعہ میں شامل نہ ہونا بڑا خسارہ ہے اور صحیح محسوس کریں گے۔کیونکہ فہم قرآن کے سلسلے میں اس درس کی اپنی خصوصیات ظاہر ہے انہیں دوسری جگہ نہ مل سکیں گے۔ ہر شخصیت کے اپنے طرز و مزاج کی کچھ خصوصیات ہوتی ہیں۔جن کی وجہ سے اس کا کام ایک خاص امتیازی رنگ اختیار کرتا ہے اور اس کی وجہ سے ایک خاص افادیت پیدا ہوتی ہے۔حضرت والد ماجد (مولانا محمد منظور نعمانی) کی بھی کچھ خصوصیات تھیں جو ان کی تحریر و تقریر میں نمایاں رہتی تھیں''

''اس مجموعہ میں شامل درسوں کا سلسلہ سورۃ نساء کی آیت ۹۴ سے شروع ہو کر سورۃ الناس پر تمام ہوتا ہے' مگر جیسا کہ دروس کی تعداد سے (جو کہ قرآن پاک کی سورتوں کی کل تعداد کا بھی نصف ہیں) ظاہر ہے یہ سلسلہ النساء کی ان آیتوں سے سورۃ الناس تک مکمل نہیں ہے بلکہ سورۃ النساء کے صرف تین درس ہیں۔اسی طرح چند کچھ آیتوں کے درس اس مجموعہ میں آ گئے ہیں' وہ سورتیں جن کے مکمل درس شامل ہوئے ہیں وہ المؤمن اور الفتح ہیں اور ان کے بعد پارۂ عم کی سورہ البینہ سے سورۃ الناس تک مسلسل درس کے سلسلہ میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یہ سلسلہ درس لکھنؤ کے تبلیغی درس میں شروع ہوا تھا۔اور بیشتر حصہ وہی مکمل ہوا' کچھ حصہ باقی رہ گیا تھا کہ والد صاحب کے لئے زیادہ نقل و حرکت دقت طلب ہو گئی تو باقی ماندہ محلّہ کی مسجد میں مکمل فرمایا''

فاضل مرتب نے اس میں ذیلی عنوانات قائم کئے ہیں تاکہ قارئین کو بات ذہن نشین ہونے میں آسانی ہو' اس لئے مقام کی مناسبت کی وجہ سے ذیلی عنوان قائم کیا۔اکثر درسوں میں جہاں تاریخی یا حدیثی روایت کا ذکر ہے فاضل مرتب نے ان کے حوالہ جات دیئے ہیں تاکہ کوئی روایت بغیر مستند حوالہ کے نہ رہے مقام کی مناسبت سے جہاں ضرورت محسوس ہوئی مرتب نے وہاں پر توضیحی حاشیہ دیا ہے۔

پیش لفظ کے طور پر مولانا خلیل الرحمٰن صاحب سجاد نے ایک قیمتی اور فکر انگیز ۔ مقدمہ تحریر فرمایا ہے' جس میں ان دروس پر سیر حاصل تبصرہ بھی آیا ہے اور اس کے پس منظر کا بھی بغور جائزہ لیا ہے ۔ جس کا مطالعہ بھی ان دروس کی مانند از حد ضروری ہے ...... صاحب درس حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ۔ ان کی علمی اور اصلاحی خدمات سے ایک عالم واقف ہے ۔ آپ کی حیات ہی میں آپ کے فضلاء صاحبزادوں نے اپنے والد گرامی قدر کے علمی تگ و تاز کو آگے بڑھانے میں انتہائی نمایاں کردار ادا کیا ۔ اور یوں عالم اسلام بالخصوص مسلمانان برصغیر کے لئے اس خاندان کی خدمات کا اعتراف اظہر من الشمس ہے ۔

کتاب ظاہری معنی میں بھی انتہائی دلکش اور دیدہ زیب ہے ۔ دار الکتاب لاہور کے کار پردازان داد و تحسین کے مستحق ہیں جنہوں نے پاکستان میں یہ علمی سوغات شائع کر کے عوام و خواص اردو دان طبقہ کے ساتھ علماء پر بھی احسان کیا ہے جن کو ہزار ہا صفحات کی ورق گردانی سے بے نیاز کیا ہے ۔

سوانح شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ　　مرتب : مولانا عبدالقیوم حقانی　　ضخامت: ۲۷۲ صفحات

قیمت: ۹۰/- روپے　　ملنے کا پتہ: القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرہ خالق آباد نوشہرہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ کی شخصیت اور اس عظیم عبقری ہستی کے بارے میں حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب قدس سرہ رقمطراز ہیں ۔

''انہی گنے چنے نفوس قدسیہ میں سے حضرت اقدس حافظ الحاج السید حسین احمد مدنیؒ شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند کی ذات ستودہ صفات بھی ہے جو اپنے مخصوص فضائل و کمالات کے لحاظ سے بلاشبہ ایک فرد منفرد ہستی ہے آپ نہ صرف عالم دین ہی ہیں بلکہ عارف باللہ اور مجاہد فی سبیل اللہ بھی ہیں ۔ آپ کا علم عارفانہ عمل مجاہدانہ اور اخلاق درویشانہ ہے ۔ متضاد احوال و مقامات کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہیں ۔''

۱۹۵۸ء میں جمعیۃ العلماء ہند کے ترجمان ''الجمعیۃ'' نے آپ کی ہمہ گیر شخصیت پر تاریخی الجمعیۃ نمبر نکالا تھا ۔ اسی طرح آپ پر کئی مقالات اور مضامین اور دیگر قابل مطالعہ کتابیں منصۂ شہود پر آئی ہیں ۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ ایک مختصر مگر جامع کتاب آپکے احوال و سوانح زندگی پر آ جائے ۔ چنانچہ اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب نے زیر تبصرہ کتاب ترتیب دی ۔ اور معتقدین و منتسبین مدنی کیلئے ایک بہترین مرقع تیار کیا ہے ۔ امید ہے کہ عاشقانِ مدنی اس سے حظ وافر اٹھائیں گے ۔ ظاہری اور معنوی لحاظ سے کتاب انتہائی دلکش اور دیدہ زیب ہے اللہ تعالیٰ مرتب کو جزائے خیر سے نوازیں جو وقتاً فوقتاً اس قسم کی علمی سوغاتیں امت کے سامنے پیش کر رہے ہیں ۔

اہم یہ نہیں کہ آپ کیا کھاتے ہیں

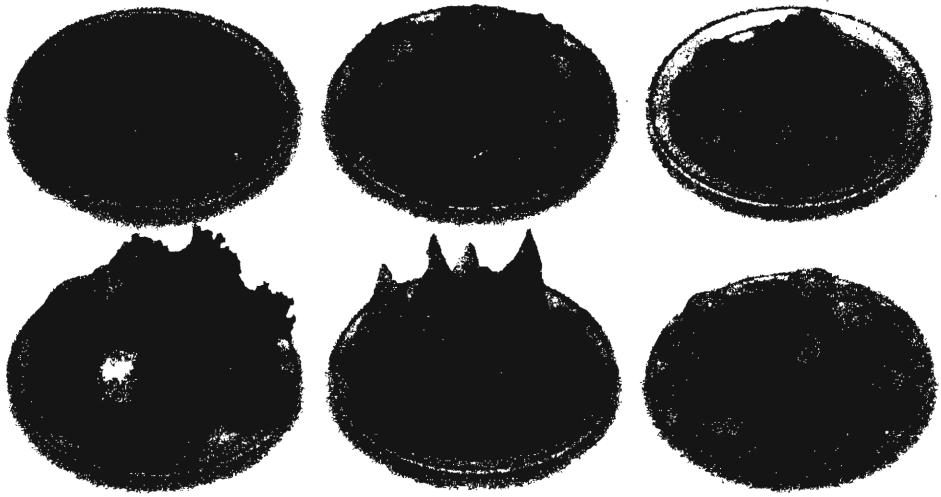

بلکہ اہم یہ ہے کہ

آپ کتنا ہضم کرتے ہیں

صحت مند رہنے کے لیے صرف یہی ضروری نہیں کہ آپ کیا کھاتے ہیں، بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ آپ کا معدہ غذا کو صحیح طور پر ہضم کرکے جزوِ بدن بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے یا نہیں۔

دائمی قبض، سینے کی جلن، تیزابیت، گیس، پیٹ کا درد، قے یا متلی کی کیفیت اس بات کی علامتیں ہیں کہ آپ کا ہاضمہ دُرست نہیں۔

کھانے پینے میں احتیاط برتیے، مرغن اور مرچ مسالے دار کھانوں سے پرہیز کیجیے اور پابندی سے نئی کارمینا لیجیے۔

ہمدرد کی نئی کارمینا تیزابیت اور گیس کے مریضوں کے لیے بھی بے ضرر اور یکساں مفید ہے۔

خوش ذائقہ **نئی کارمینا**

ہاضمہ دُرست، صحت بحال

ہمدرد

مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔

ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:
www.hamdard.com.pk

Adarts-2001

القاسم اکیڈمی کی عظیم تاریخی اور انقلابی پیشکش

اکیسویں صدی کی پہلی جنگ

معرکہ صلیب و طالبان

صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام

طالبانِ افغانستان کے تناظر میں

جہادِ افغانستان، تحریکِ طالبان، ملا محمد عمر، اسامہ بن لادن، جہاد اور دہشت گردی، نظامِ شریعت سے مغرب کا بے جا خوف، دینی مدارس بالخصوص دار العلوم حقانیہ، اسلام کے بارے میں مغرب کی لاعلمی اور غلط فہمیاں، امریکی اور مغربی دنیا کے عزائم اور مسلم امۃ پر جارحانہ یلغار، سقوط بغداد مسئلہ فلسطین و کشمیر اور پاکستان کی ایٹمی صلاحیت جیسے اہم و حساس وقومی و بین الاقوامی موضوعات کے تناظر میں عالمی اور مغربی میڈیا سے مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا دوٹوک مکالمہ

انٹرویوز

حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ

مرتب

مولانا عبدالقیوم حقانی

قیمت 240

صفحات 520

معاون

مولانا عرفان الحق حقانی

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوھریرہ خالق آباد ضلع نوشہرہ سرحد پاکستان

مطبوعات مؤتمر المصنفین

نمبر شمار	نام کتاب	تصنیف	افادات	صفحات
۱	حقائق السنن شرح جامع السنن للترمذیؒ	حضرت مولانا سمیع الحق	شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ	۵۳۶
۲۔	دعوات حق ۔ (مکمل دو جلد)	"	"	۱۱۹۲
۳۔	قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ	"	"	۴۰۰
۴۔	عبادات و عبدیت	"	"	۸۸
۵۔	مسئلہ خلافت و شہادت	"	"	۱۰۴
۶۔	صحبتے با اہل حق (مجلد)	مولانا عبدالقیوم حقانی	"	۴۰۸
۷۔	اسلام اور عصر حاضر (مجلد)	حضرت مولانا سمیع الحق	حضرت مولانا سمیع الحق	۴۶۰
۸۔	قرآن حکیم اور تعمیر اخلاق	"	"	۹۶
۹۔	کاروان آخرت (مجلد)	"	"	۴۴۶
۱۰	شیخ الحدیث مولانا عبدالحق خصوصی نمبر	مولانا عبدالقیوم حقانی	"	۱۲۰۰
۱۱۔	قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف	حضرت مولانا سمیع الحق	"	۲۰۸
۱۲	قادیان سے اسرائیل تک	"	"	۲۲۴
۱۳۔	قومی اور ملی مسائل پر جمعیت کا موقف	"	"	ـ
۱۴۔	میری علمی اور مطالعاتی زندگی (مجلد)	"	"	۵۶۰
۱۵۔	ردی الحاد	"	"	۲۲۰
۱۶۔	فتاویٰ حقانیہ	مولانا مفتی مختار اللہ	حضرت شیخ الحدیث و مفتیان حقانیہ	۳۶۰۰
۱۷۔	خطبات حق	"	حضرت مولانا سمیع الحق	۴۵۰
۱۸	نظام اکل و شرب	"	"	۴۵۰
۱۹۔	صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام	مولانا عبدالقیوم حقانی	"	۵۰۰
۲۰۔	شرح شمائل ترمذی		"	زیر طبع
۲۱	مروجہ کرنسی کیلئے معیار نصاب سونا یا چاندی	مولانا مفتی مختار اللہ	مولانا مفتی مختار اللہ	زیر طبع
۲۲	انوار حق (جلد اول)	حافظ سلمان الحق حقانی	حضرت مولانا انوار الحق حقانی	۲۶۰